حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلے میں)

چوتھا نمبر

فرمایا انشکوک کے رفع کے لئے اگر کوئی راستی اور نیک نیتی سے آوے تو ہم اسے سمجھا سکتے ہیں اور اب تو زمانہ ایسا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے خود ایک معلم کی طرح سمجھا رہا ہے۔ یہ اس کی عادت میں داخل ہے کہ جب دنیا میں گناہ اور بے ایمانی بڑھ جاوے اور بد دی اخلاقی اور بد دی عادات ترقی پکڑ جاویں تو ایک شخص کو اصلاح کے لئے مامور کرے۔ اسلام اسوقت دو آفتوں کے ماتحت ہے۔ ایک اندرونی دوسری بیرونی اندرونی خود عالموں کا اختلاف اور مسلمانوں کا دنیا کی طرف میلان۔ اور بیرونی وہ آفت جو عیسائیت کی وجہ سے ہے۔ پس کیا ابھی تمہارے نزدیک مہدی اور مسیح کی ضرورت نہ تھی۔ پھر ایک اعتراض یہ پیش کرتے ہو۔ کہ اس امت میں ۳۰ دجال ہونے ہیں۔ اے بد قسمتو کیا تمہارے لئے دجال ہی رہ گئے کہ اگر ایک کے آنے سے ایمان کے تباہ ہونے میں کوئی کسر رہ جاوے۔ تو پھر دوسرا تیسرا اور چوتھا حتے کہ تیس دجال آویں۔ تاکہ ایمان کا نام و نشان نہ رہے۔ اس طرح تو موسےٰ علیہ السلام کی امت ہی اچھی رہی کہ جس میں پے در پے چار سو نبی آیا پھر موسیٰ علیہ السلام کے وقت تو عورتوں سے بھی خدا نے کلام کیا۔ کیا امت محمدیہ کے مرد بھی اس قابل نہ ہوے کہ خدا ان سے ہمکلام ہوتا۔ پھر یہ تبلاؤ۔ کہ یہ امت مرحومہ کس طرح ہوئی۔ اس کا نام تو بدنصیب ہونا چاہئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ۱۳ سو برس گذر گئے اور جسقدر فیض اور برکات تھے۔ وہ سب سماع کے حکم میں آ گئے۔ نبی اب اگر خدا انکو تازہ کرکے نہ دکھائے تو صرف قصہ کہانی کے رنگ میں انکو کون مان سکتا ہے۔ جبکہ تازہ طور پر خدا کی مدد نہیں۔ نصرت نہیں تو خدا کی حفاظت کیا ہوئی۔ حالانکہ اس کا وعدہ ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

جب متعصب مولوی صاحب نے طاعون کا ذکر کیا کہ آپ کے مرید کیوں مرتے ہیں۔ اور اس کا علاج کیا ہے وغیرہ وغیرہ تو آپ نے فرمایا کہ کسوف وخسوف کا علاج بھی کچھ سوچا ہے۔ اس وقت بحث تو نشان کی ہے۔ نہ کہ علاج کی۔ ہاں جو کامل طور پر مجھے قبول کرتا ہے وہ ضرور محفوظ رہیگا۔ لیکن اس کا مجھ کو علم نہیں۔ کہ وہ کون ہے میں کسی کے سینہ کو چیر کر نہیں دیکھتا۔ صحابہ کرام کا بھی ایک گروہ طاعون سے شہید ہوا تھا۔ مگر دیکھو کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم طاعون سے ہرگز فوت نہیں ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں میں امتیاز رکھا ہے جیسے کہ فرمایا ہے۔ منہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات اسکے بعد آپ نے جماعت کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ

ضروری بات یہ ہے

کہ تم لوگ ان باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرو۔ تمہارا معاملہ اور حساب خدا سے الگ ہے اور مخالف لوگوں کا حساب الگ ہے۔ جنہوں نے قسم کھائی ہے۔ کہ کیسی ہی سچی بات کیوں نہ ہو۔ مگر وہ قبول نہ کریں گے اللہ تعالےٰ بھی ان کی نسبت یہی فرماتا ہے کہ یہ لوگ قیامت کو بھی قبول کریں گے۔ ان کی بناوٹ ہی اسی قسم کی ہے کہ عمدہ تھے یا بات جو جیسی بھی دے۔ وہ اُن کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اگر بدبودار بات ہو تو خوش ہوتے ہیں۔ قرآن شریف اخلاق اور عقلی دلائل اور نشان پیش کئے مگر یہ لوگ ان کی پروا نہیں کرتے۔ صرف ایک بات کو نشانہ بناتے ہیں۔ پس جبکہ خدا نے نہ چاہا۔ کہ ایک غیب ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مگر جن لوگوں کو خدا نے فہم سلیم عطا کیا ہے اُن کو چاہئے کہ وہ شکر کریں کیونکہ فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو خدا نے خود پاک کیا۔

ابھی ہماری جماعت کے بہت سے لوگ چھپے ہوئے ہیں۔ ظاہراً وہ ہم سے الگ ہیں۔ لیکن دراصل ہم میں تھے ہیں۔ ہمیں خود ان کا علم نہیں لیکن امید ہے کہ اپنے اپنے وقت پر وہ آ جاوینگے۔ خود ایک شخص نے لاہور میں ملاقات کی اور کہا کہ میں آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا معاف کرو اب میرے شکوک رفع ہو گئے ہیں اور ہزاروں خطوط اس قسم کے آئے ہیں کہ اوّل میں ابوجہل تھا اب توبہ کرتا ہوں۔ بعضوں نے بذریعہ خواب کے مانا اور اکثر کو خود آنحضرت ؐ نے کشف میں یا خواب میں کہا کہ تم قبول کرلو جو لوگ بغض کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ خدا کی تیز رفتار کو روک دیویں مگر وہ کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتی۔ اگر انسانی کاروبار ہوتا تو آج تک کب کا تباہ ہو جاتا مجھے دعوےٰ کئے ہوئے ۲۴ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ کیا ایک مفتری کو اسقدر مہلت ملسکتی ہے کہ اگر کسی کو عقل فہم اور موت کا ڈر ہو۔ تو وہ براہین کے وقت کو دیکھے۔ کہ جو پیشگوئیاں اس میں ہیں۔ وہ کیسے پوری ہو کر رہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالےٰ نے ہدایت نہ دے۔ اور وہ دل کے تالے نہ کھولے۔ تو کس طرح سمجھ میں آوے۔ کوئی بتا دے تو سہی۔ کہ جب سے دنیا ہوئی ہے کسی مفتری نے اس قسم کی پیشگوئی بھی کی ہے۔ خدا سے خوف کرنے والے کیلئے تو ایک ہی نشان کافی ہو سکتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے اسقدر نشانوں سے بھی فائدہ نہ اٹھایا۔

غرض مدعا یہ ہے

کہ یہ تمام باتیں ان لوگوں کے لئے ہیں۔ جو ہدایت

کر کعبہ کو تم نے قبرستان قرار دیدیا تو تم کو خاک
تسلی و تشفی نہ کرنی چاہئے۔ اسلام سے تنفر و انقبت
پیدا کرو۔ حج میں جانا ہمارے اسلامیوں کا
ایک ہی مبدا اسلام میں جمع ہو کر ایک دوسرے کو
اخلاق فاضلہ سے مستفید ہونے اور اسلامی
بہبودی وغیرہ کے وسائل باہم پیدا کرنے اور تحصیل
استفاضہ الٰہیہ کا مقصد ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۲ جھوٹ کی قرآن کریم اور احادیث
نبویہ میں سخت ممانعت آئی ہے کیونکہ خداوند
تعالیٰ فرماتا ہے واجتنبوا قول الزور۔
یعنی جھوٹی بات سے پرہیز کرو اور حضور اکرم صلعم
فرماتے ہیں کہ اگر تم مارے جاؤ جلائے جاؤ تو
تمہارا گلا گھونٹا جائے مگر تم جھوٹ نہ بولو۔ مسلم
میں کوئی ایسی حدیث نہیں اور نہ امام غزالی علیہ
رحمۃ کا یہ قول ہے۔

اسلامی اخبارات کے ایڈیٹروں سے التماس
ہے کہ ان سوال و جوابات کو اپنی اخبارات میں
درج فرمادیں۔

قانونِ انسدادِ دختر کشی اور مسیح موعود کا زمانہ

مورخہ ۲۴ ستمبر کے الحکم میں آیت وَاِذَا الْمَوْؤدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ کے متعلق ایک
سوال شائع ہوا ہے۔ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے۔
یعنی اور ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں زندہ مدفون
اور زندہ درگور کردہ لڑکیوں کے متعلق پرسش
ہوگی کہ انکو کس گناہ کے بدلہ میں مارا جاتا ہے۔
سائل پوچھتا ہے کہ یہ آیت آخرت کے متعلق
ہے یا دنیا کے۔ اگر یہ آیت آخرت کے متعلق ہے
تو اس میں ایک ہی قسم کے گناہ کے مواخذہ و پرسش
کی تخصیص کیوں کیگئی ہے کیا آخرت میں اور گناہوں کا
اور گناہ۔ شرک، قتل، زنا، چوری، ساحری، جھوٹ
بہتان وغیرہ کی پرسش اور مواخذہ نہ ہوگا کیا یہ
گناہ اور گناہوں کی بہ نسبت ہیچ ٹھہرایا گیا ہے
ہمارے گناہ صغیرہ ہیں جو اسکی پرسش کی تخصیص
بیان کیگئی ہے۔

جواباً معروض ہے کہ یہ آیت دنیا کے متعلق
ہے آخرت میں ذرہ ذرہ کی جانچ پڑتال ہوگی اور
ہر ایک نیکی و بدی صغیرہ و کبیرہ کا وزن و حساب
ہوگا کما قال اللہ تعالیٰ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ
ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ
شَرًّا یَّرَہٗ۔ ترجمہ۔ جو کوئی ایک ذرہ بھر نیکی
کرے اوسکا بدلہ اوس کو ملے گا اور جو کوئی ایک
ذرہ بھر بدی کرے اوس کی سزا اوسکو ملیگی
قاعدہ مسلمہ ہے کہ جب دنیا کی کسی امر یا چیز کا
ذکر بتخصیص ہو تو اس سے ساتھ کسی عظیم الشان
اور اعلیٰ و قابل عزت نشان کے ظہور کا مدعا ہوتا
ہے۔ مثلاً بروز جمعہ ابوالبشر آدم علیہ السلام رونق
افروز منصۂ ظہور و سریر آرائے مملکت دنیا ہوئے
وغیرہ وغیرہ بروز دوشنبہ حضور سرور کائنات
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینت بخش عالم شہادت
ہوئے۔ بروز یکشنبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
تولد ہوئے اب دیکھو ان ایام کی عمومیت کو
عظیم الشان انسانوں کے ظہور نے تخصیص
بخشی ہے انسانوں کے واسطے ان ایام
کی تعظیم و تخصیص انہیں ظہور نشانات الٰہیہ اور
عظیم الشان انسانوں کے لحاظ سے مرکوز ہوئی
ہے الغرض جس زمانہ و جسدان میں کوئی عظیم الشان
واقع دنیا میں ظہور پذیر ہو وہ دن و زمانہ زبان
زد عوام و خواص ہو جاتا ہے اور مرور زمانہ کے
ساتھ ہی اوس کا لحاظ دلوں میں بطور یادداشت
مرکوز چلا جاتا ہے۔

نوشیروان کی معدلت گستری و انصاف
پروری کا زمانہ اب تک ضرب المثل ہے حتی کہ فخر
خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے آنے
کو مبارک و میمون گنا ہے اور آپ کے دل میں
بھی اس زمانہ کی وقعت تھی۔ علیٰ ہذا القیاس اور
کئی مشہور زمانہ کے متعلق ہیں پس جیسا کہ ایام
و ازمنہ کو کسی عظیم الشان نقصان و انسان کے
ظہور سے وقعت و عظمت ملتی ہے ایسا ہی اس
آیت میں ایک عظیم الشان انسان حضرت مسیح موعود
و مہدی مسعود علیہ السلام کے ظہور سے **قانون
انسداد دختر کشی** کے زمانہ کو تخصیص و عظمت
دیگئی ہے۔ ......

... اور اسی زمانہ کو مبارک و میمون گنا ہے کیونکہ
اسمیں دختر کشی کے قدیمی اور مسلسل گناہ کا
استیصال و انسداد ہوا اور یہ ہر دو نشان
ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں یعنی **قانون
انسداد دختر کشی** کے پاس ہونے کا زمانہ
مسیح موعود ہے اور مسیح موعود کا زمانہ قانون
انسداد دختر کشی کا مستدعی ہے کیونکہ یہ نشان
قبل از وقت مقرر ہو چکے تھے اور اپنے زمانہ کو
پاکر مقتضی ظہور ہوا اور ایک دوسرے کے ممد و معاون
ہوئے چنانچہ اس آیت کے ما بعد کی آیات مصرح
ہیں۔ جیسا کہ اجراء ریلوے و ظہور طاعون بکثرت
اور حج کا بند ہونا۔ اور کسوف و خسوف آفتاب
و ماہتاب کا ماہ رمضان میں ہونا مسیح موعود کے
زمانہ کے متعلق پہلے سے نشان مقرر کئے گئے تھے
اور یہ نشان ایک دوسرے کے ممد و معاون
ٹھہرائے گئے تھے ایسا ہی نشان قانون انسداد
دختر کشی کا تھا۔ دختر کشی کا ارتکاب ابتدائے
ازمنہ سے چلا آتا ہے تیرہ سو سال سے پہلے
دختر کشی کا حال قرآن کریم اور تواریخ میں
مفصل مذکور ہے یہ گناہ اور گناہوں کی طرح
مختلف اقوام میں متوارث و متواتر چلا آتا ہے
اینک ہندوستان و پنجاب میں لاکھ لڑکیاں
ہر سال ماری جاتی تھیں اور ان عاجزہ ناکردہ
گناہ مقتولوں کے بدلہ میں کسی کو مواخذہ و پرسش
نہ ہوتی تھی رسم ستی کا ذکر بھی اس ضمن میں ہے
یہ رسم ہنود میں ہزار ہا سال سے مروج تھی یعنی
مردہ شوہر کے ساتھ اوسکی نوجوان بیوہ کو بھی
زندہ ہی جلا دیتا گویا زندہ ہی درگور کرنی مروج
تھا وہ رسم بھی اسی زمانہ کی حدود کے اندر رفع
کیگئی اس عاجز فرقہ انسان کے حق میں بڑی مردکش
سے ہند و پنجاب میں گویا بران قیامت برپا تھی
تھی جب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا
قدوم میمنت لزوم ہوا تو خداوند تعالیٰ نے اس
ارتکاب بیرحمی و درشتی کا انسداد گورنمنٹ
برطانیہ کے ذریعہ شروع کر دیا۔ دیکھو **قانون
انسداد دختر کشی ایکٹ نمبر ۸ مجریہ سنہ ۱۸۷۰ء**
پھر اوس عظیم الشان جلسہ کے احوال مطالعہ کرو
جو امرتسر میں **سنہ ۱۸۵۱ء میں بغرض انسداد
دختر کشی** گورنمنٹ برطانیہ ہند کی طرف سے
منعقد کیا گیا تھا جسمیں تمام مہاراجگان و نواب
و امراء و رؤساء اس بے رحمی کی انسداد کے لئے
مدعو کئے گئے تھے۔

الغرض۔ وَاِذَا الْمَوْؤدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ
قُتِلَتْ کا تعلق مسیح موعود کے زمانہ سے ہے اور
اس زمانہ کی ابتدا مسیح موعود کی پیدائش سے شروع ہوتی ہے
یہ آیت سورۃ تکویر پارہ ۳۰ میں ہے اس سورۃ
میں اس آیت کے پہلی سب آیات کا تعلق بھی
اسی زمانہ سے ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب
میں شرح ہو چکا ہے اور باقی آیات کا مطلب بلکہ
ساری سورۃ کی تفسیر ایک مستقل رسالہ کی شکل
میں انشاء اللہ عنقریب شائع کیا جاویگی۔ آیت
مذکورہ بالا کے معنے بجز اس زمانہ کے اور کسی
زمانہ کے متعلق قائم نہیں رہ سکتے کیونکہ یہ آیت
قانون انسداد دختر کشی کے متعلق ہے اور وہ
اسی زمانہ میں پاس ہوا یہ رسم پنجاب سے قریباً
بالکل کم ہو گئی ہے مگر ہندوستان کے بعض حصوں
میں قدرے باقی ہے جسکی انسداد کیلئے محسن
گورنمنٹ برطانیہ ہند چنانچہ شائد و باید جدو جہد سرگرم
کوشاں ہے۔

آریہ گزٹ لاہور مورخہ ۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء
بعنوان مندرجہ ذیل اخبار ہندوستانی سے یوں ناقل

صوبجات متحدہ میں دختر کشی۔ رپورٹ
سالگذشتہ مختتمہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء کو آخری رپورٹ
متعلقہ عملدرآمد قانون دختر کشی ہے جو گورنمنٹ
کو بھیجی گئی ہے۔ شکر خدا کرتے ہیں کہ ہماری رجحان ان صوبجات
سے دور رہا اور دختر کشی کی خوفناک رسم قریب
قریب بالکل مٹ گئی۔ مین پوری کا ایک ضلع ہے
جس پر شبہ تھا کہ گو اس کی خاص نگرانی رکھی
جاتی تھی اور انسپکٹر جنرل پولیس آئندہ سے
کالعدم ایکٹ کے متعلق ایک باب پولیس رپورٹ
میں شامل فرمادینگے۔ سالگذشتہ میں ۱۳ اضلاع
پر اس قانون کا اثر رہا۔ تعداد زیر اعلان مواضعات
کی ۲۰۶ سے گھٹ کر ۱۹۰ رہ گئی۔ اعلانی فہرست
دیہات کی آبادی ۱۵۱۴۰۳ سے گھٹ کر ۱۵۱۱۲۰
یکم اپریل سنہ ۱۹۰۳ء کو رہ گئی۔ لڑکوں اور لڑکیوں
کی نسبت پیدائش فی سو ۶۶۔۵۰ لڑکے اور
۴۳۔۳۴ لڑکیاں ہوئیں۔ اوسط ۶ سال سے
کم عمر بچوں کا یہ رہا لڑکے ۸۰۔۵۰ فیصدی
اور لڑکیاں ۲۰۔۴۹ فیصدی۔ پیدائش کا اوسط
فی ۱۰ ہزار بجائے ۵۸۔۱۵ اضلاع کے ۴۲۔۶۵ رہ گیا
مگر صوبہ کا اوسط ۳۱۔۴۷ فی ۱۰ ہزار رہا۔ لڑکیوں
میں اموات کا اوسط زیادہ رہا مگر ظاہر ہے کہ
لڑکیوں کی بجائے کم خبر گیری کرنے میں ۳۱۵
لڑکیوں کی نعشیں ردی گئیں اور ۱۱ لاشوں
کا ڈاکٹری امتحان لیا گیا۔ جانچ میں ثابت
ہوا کہ ایک لڑکی بھوکی رکھ کر عمداً ماری گئی جس
کے ماں اور باپ عدالت سیشن جج سے حبس
دوام کے سزایاب ہوئے۔ مین پوری میں شمارہ
شمار کنندوں پر ایک ایک روپیہ جرمانہ اس علت
میں ہوا کہ انہوں نے لڑکیوں کی پرداخت میں
کوتاہی کی۔ ایک شخص پر ۲۵ روپیہ جرمانہ ہوا
جانچ کے واقعہ کے علاوہ ہم یہ دیکھکر خوش
ہوئے کہ دختر کشی کا جرم جاتا رہا۔ اور تھوڑے
روز کے بعد جن کمبخت گھرانوں میں لڑکیوں
کو اذیت دیجاتی یا بھوکی رکھی جاتی ہیں وہاں
سے بھی یہ عیب دور ہو جائیگا۔

اخبار وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ۔ مورخہ
۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء میں ہے ہندوستان میں
برٹش عملداری سے پہلے دختر کشی کا عام طور
پر رواج تھا لیکن یہ برٹش حکومت کا ہی فیض
سمجھنا چاہئے کہ دختر کشی کا رواج اس ملک سے
قریباً معدوم ہو گیا۔

سوال۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔

ترجمہ یعنے خداوند تعالیٰ
وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے
جو کچھ زمین میں ہے۔ زمین میں حلال اشیاء کے
علاوہ حرام بھی ہیں کیا وہ بھی انسان کیلئے ہیں۔ کوئی
صاحب اسکا جواب لکھیں۔ **ناظر الحکم**

اطلاع ضروری

جو صاحب اخبار یا کتابوں کے متعلق ایڈیٹر و منیجر
مطبع سے خط و کتابت کریں جواب کیلئے جوابی کارڈ
یا ٹکٹ روانہ کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایات
معاف۔

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

باب (۱۱)

ہنوز یہ آرٹیکل ابھی ختم ہی کیا تھا کہ پورٹ آرتھر کے محاذ میں چھ سو بیگناہ ہوں گے تہ تیغ ہونے کی خبر سنی گئی۔ ان بدقسمت اور مبتلائے دام تزویر لوگوں کی بے سود مصیبتوں اور موت سے ان لوگوں کو عبرت ہونی چاہئے جو ان کی ہلاکت کا باعث ہوئے ہیں۔ مکاروف اور اسی کینڈے کے دوسرے افسروں کی طرف میرا اشارہ نہیں یہ سب اپنی کرتوتوں اور اعمال کو جانتے ہیں اور انہوں نے اپنے ذاتی مفاد اور لالچ کیواسطے وہ سب کچھ کیا جو ان سے بن پڑا۔ میرا اشارہ ان بدقسمت لوگوں کیطرف ہے جو روس کے تمام حصوں سے بلائے گئے ہیں۔ اور مذہبی دھوکا اور سزا کے ڈر سے با دیانت معقول اور مفید خاندانی زندگی بسر کرنے سے علیحدہ کر کے دنیا کے دوسرے سرے پر لا کر موت کے منہ میں دھکیل دیے گئے ہیں یا دور سمندروں میں بہا دیے گئے ہیں۔

سنہ ۱۸۳۱ء میں جنگ پولینڈ کے موقعہ پر جب کلوپیکی نے ایڈجوٹنٹ ولیجنسکی کو ڈیبچ کے پاس فرانسیسی زبان میں مشورہ کرنے کے واسطے روانہ کیا تھا تو موخرالذکر کے استفسار پر جواب دیا تھا کہ روسی فوج پولینڈ میں داخل ہو:۔

منسیر لی ماریچال :۔ میں خیال کرتا ہوں اس حال میں امید نہیں کہ پولینڈ کی قوم اس علان کو منظور کرے۔

"آپ یقین جانئے کہ شہنشاہ کوئی مزید رعایت نہیں دیں گے"

تو تب میں دیکھتا ہوں کہ جنگ چھڑ جائیگی اور بہت بھاری خونریزی ہوگی۔ اور کئی کمبخت مبتلائے مصیبت ہوں گے"

"کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ دونو جانب دس ہزار جوان کام آئیں گے۔ کم بیش یا اور کچھ؟" (یہ ڈیبچ نے جرمن زبان میں نہایت لاپروائی سے کہا۔ اسوقت شاہ نکولس اول تھا۔ اور چھوٹا اتنی جانوں کا تلف ہونا اس کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں تھی)

تاہم آخر میں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساٹھ ہزار خاندانوں کے سرپرستوں نے اس میدان معرکہ میں جانیں دیں۔ اب بھی وہی بات ہو رہی ہے۔ پس جاپانیوں کو منچوریا میں داخل ہونے سے روکنے میں اور ان کو کوریا سے نکالنے میں دس ہزار نہیں بلکہ پچاس ہزار سے زیادہ جانیں تلف ہوں گی۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ آیا نکولس دوم اور کروپاٹکن بھی ڈیبچ کیطرح یہ کلمات منہ سے نکالتے ہیں یا نہیں کہ اس مدعا کیواسطے صرف روسیوں کیجانب پچاس ہزار سے زیادہ جانیں ضائع نہیں ہونگی۔ مگر دل میں سمجھتے ہونگے اور ضرور سمجھتے ہوں گے۔ کیونکہ جو کام انہوں نے شروع کیا ہوا ہے وہ خود ہی زبان حال سے اس کا گواہ ہے۔ ہزارہا روسی جوق درجوق قصبات مشرق کو روانہ کئے جاتے ہیں اور بلاشبہ پچاس ہزار سے کم روسی نہ ہوں گے جن کو شاہ نکولس، ہرڈیمانوف اور کروپاٹکن کٹوانا چاہتے ہیں اور انکی جانیں ان حماقتوں، شرتوں اور ہر طرح کے جور و ستم کے واسطے قربان کیجائیں گی۔ جو بد اخلاق حریصوں نے کوریا اور چین میں کئے ہیں اور اب اپنے محلوں میں امن سے بیٹھ کر پچاس ہزار بدبخت روسیوں کو ذبح کرانے سے نئی حشمت اور نئے مفاد کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور یہ بیچارے سرکٹانے والے نہ کسی جرم کے مرتکب ہوئے ہیں اور نہ ان کا جان دینے اور تمام مصائب جھیلنے میں ذاتی مفاد پایا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ دوسرے لوگوں کا ملک ہضم کرنے کیواسطے ہے۔ جنہیں روسیوں کا کوئی حق نہیں۔ اور اسکو جائز مالکوں سے غصب کیا گیا ہے اور اسکی روسیوں کو ضرورت بھی نہیں اور صرف خاص خاص لوگوں کو اس علاقہ کی جنگلات کی آمدنی سے اپنا پیٹ بھرنا مد نظر ہے۔ ان کی جانیں تلف کرانے کے علاوہ کروڑہا روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ اور سب سے بری بات یہ ہے کہ جنگ کا انتظام بھی انہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جنہوں نے اپنی طمع کی خاطر منصوبے گھڑے ہیں اور تمام جہان میں روسیوں کی فتح کا مدار اسی بات پر خیال کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس سرکٹانے والوں کی کمی نہیں۔

کیا صفائی سے بیان کیا جاتا ہے کہ سمندر میں جو قابل افسوس نقصان روسی بیڑوں کو نصیب ہوئے ہیں۔ خشکی پر انکی تلافی ہو جائیگی جس کے یہ معنی ہیں کہ اگر سمندر میں روسی حکام کی کارروائیاں ناقص اور سقیم ثابت ہوئی ہیں اور انکی غفلت سے قوم کا صرف کروڑہا روپیہ ہی غارت نہیں ہوا بلکہ ہزارہا قیمتی جانیں بھی تلف ہوئی ہیں تو ہم خشکی پر اسے بڑھ کر جانیں اور روپیہ لٹا کے اس کمی کو پورا کر سکتے ہیں۔

جسطرح کہ رینگنے والی مڈیاں ابھی تک کوہ کا پل بنا ہوا ہوتا ہے ڈوب کر دریا پار ہوتی ہیں۔ یہی حال اب روسیوں کا ہے۔ انکی پہلی تہ تو بالائی تہ کو پار کرنے کی نذر ہوئی ہے اور اب دوسری تہ کی تباہی مد نظر ہے۔

اب سوال ہے کہ کیا جنگ کے بانیوں کو اپنا گناہ اور اپنا قصور معلوم ہو گیا ہے؟ ہرگز نہیں اب تک اسی دھن میں ہیں کہ یہ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں اور اپنی اسی مستعدی پر نازاں ہیں۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

لوگوں کو بیچارے مکاروف کی جان کے تلف ہونے کا سخت رنج ہے کیونکہ سب کا خیال ہے کہ یہ لوگوں کو ہلاک کرنے میں یدطولیٰ رکھتا تھا اور نیز ایک اعلیٰ درجہ کی ہلاک کرنیوالی مشین کو روتے ہیں جو لکھوکھا روپیہ کے صرف کرنے سے تیار کیگئی تھی۔ اور اسکو جاپانیوں نے جھٹ پٹ سمندر میں غرق کر دیا ہے۔ اور آپ مکاروف جیسا لائق و فائق قاتل تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور شہنشاہ سے لیکر اخبار نویس تک نے قاتل کی تحسین کی غرض اسلحہ اور کیا ہی نوع انسانوں کی تباہی کیواسطے بہم پہنچانے کی فکر اور تردد میں ہیں۔

اخبار نووی ورمیا لکھتا ہے کہ "روس جیسے ملک میں صرف مکاروف ہی اپنی کینڈے کا ایک شخص نہ تھا بلکہ جو امیر البحر اسکی جگہ پر تعینات کیا جائیگا۔ وہ اسکے قدم بقدم چلیگا۔ اور تجویز تدابیر کو پورا کر سکے گا"

پھر سینٹ پیٹرسبرگ کا اخبار ویدوموستی رقمطراز ہے کہ "جن لوگوں نے اپنے مقدس بابائی ملک کی خاطر اپنی جانیں نثار کی ہیں اور ان کے دل میں مطلق یہ خیال نہیں آیا کہ ان کا یہ ملک مزید لڑائی کیواسطے اپنی جان پر کھیلنے والے نوجوان کا لازوال ذخیرہ پیدا کر سکتا ہے ان کیواسطے تہ دل سے دعائیں مانگیں"

پس ہلاکت اور تمام جرائم کا بازار زیادہ تر تندی اور شدت کے ساتھ گرم کیا جاتا ہے لوگ وائسرائیوں کی جنگی کارروائیوں پر عش عش کر رہے ہیں جن کا ایک ایک جوان پچاس پچاس دشمنوں کا مقابلہ کر سکتا ہے اور سب کو تہ تیغ کر کے ان کے دیہات و قصبات پر قبضہ کر سکتا ہے اور جاسوسوں کیلئے وبال جان ہے۔ یعنی وہ سب کارروائیاں کر سکتا ہے جو ہم ہمیشہ کیا کرتے ہیں۔ ان گناہوں کی خبریں بڑے فخر کے ساتھ تار روس کے گوش گذار کیجاتی ہیں۔ اور وہ اپنے محل میں بیٹھے برکتوں کے پولنڈے بذریعہ ہوا اور تار کے میدان جنگ میں بھیج رہا ہے۔

کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ اس پوزیشن سے صرف ایک ہی طرح مخلصی ہو سکتی ہے اور یہ وہی طریق ہے جو حضرت عیسیٰ مسیح نے بتایا ہے "پہلے خدا کی بادشاہت اور اسکی راستبازی کو تلاش کرو (جو تمہارے اندر ہے) اور پھر سب کچھ (یعنی وہ عملی بہبودی جس کے واسطے انسان کوشاں ہے) خود بخود حاصل ہو جائیگا"

پس زندگی کا یہی قانون ہے۔ عملی بہبودی اسوقت حاصل نہیں ہوتی جب انسان اس کے واسطے کوشش کرتا ہو۔ بلکہ بعض دفعہ یہ کوشش اس کو اس مدعا کے حصول سے دور لیجاتی ہے یہ محض اس صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جبکہ انسان ہر ایک خیال کو چھوڑ کر اس کیواسطے کوشش کرے جس کو یہ خدا کے روبرو اور زندگی کے قانون اور مخرج کے روبرو راستبازی میں داخل سمجھتا ہو۔ اسطرح اتفاق سے عملی بہبودی خود بخود حاصل ہو جائیگی۔

اسطرح یہی مخلصی صرف ایک ہی ہے اور صرف خدا کی مرضی بجالانے میں پائی جاتی ہے اور یہی اسکی ہستی کا مدعا اور فرض ہے۔ (باقی آئندہ)

مذاہب عالم

دیانۃ جزائر فرندلی

یعنی فرنڈلی آئیلینڈس کے لوگوں کے اعتقادات

جزائر فرنڈلی کو جزائر ٹونگا بھی کہتے ہیں۔ یہ جزائر آسٹریلیا سے مشرقی جانب بحر اوقیانوس میں واقع ہیں ان جزائر کی تعداد قریباً ایک سو اسی ہے اکثر خشک اور سنگ زار ہیں۔ صرف تیس انہیں سے آباد ہیں ان سب سے مشہور جزیرہ ٹونگا ٹابو ہے جس کو سنہ ۱۶۴۳ء میں مسٹر تسمان نے دریافت کیا اور اس کا نام امسٹرڈم رکھا۔ جزیرہ ایوا کو اور جزائر ہاپائی وغیرہ کو بھی مسٹر تسمان نے ہی دریافت کیا تھا اور دیگر جزائر کو ہسپانیہ کے ملاح مسمی موریل نے دریافت کیا تھا ان سب جزائر کا نام مسٹر کوک نے جزائر فرنڈلی رکھا ہے، اسلئے کہ ان جزائر کے باشندے مسافروں سے دوستانہ و محبانہ اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ اب ان جزائر کے باشندے اکثر عیسائی ہیں ابتدا میں سب بت پرست تھے۔ موجودات کے لئے تینتالیس علے کو معتقد تھے اور انکو ہوتوا کے نام سے موسوم کرتے تھے اور ان کا اعتقاد تھا کہ وہ لوگوں پر حسب استحقاق سکھ اور دکھ بھیجتے ہیں اور دیوتا موجودات سفلی کا بھی اعتقاد رکھتے تھے ان کے اعتقاد میں امیروں اور رئیسوں کی روحیں نفوس مردود تھے جب انہیں سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچتی تو کہتے تھے کہ آسمانی یا زمینی دیوتاؤں کی ناراضگی کے باعث یہ تکلیف پہنچی ہے۔

انکا گمان تھا کہ انسان بالابتدا بولوتو سے آیا ہے اور یہ مقام آسمانی ان کے گمان میں دیوتاؤں کا مسکن ہے اور ان کا اعتقاد تھا کہ انسان بعد مرنے اپنے پہلے جسم کی شکل پر بولوتو چلا جاتا ہے بولوتو میں اون کا ایک روحانی سرگروہ ہوتا ہے ان کے گمان میں وہ دیوتاؤں کے پاس نازل ہوتا ہے جب ان سے کسی کام میں کوئی مشورہ لیتے ہیں تو وہ انکو کوئی بات کہدیتا ہے کہ یہ بات دیوتاؤں نے بتائی ہے۔ مردوں کیلئے قربانیاں اور صدقے خیرات کرتے ہیں۔ اور دیوتاؤں کے مشورہ کے بغیر کوئی کام شروع نہیں کرتے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب کا بھی وتیرہ تھا کیونکہ وہ جنگوں میں جانے سے پہلے تیروں وغیرہ سے استخارہ کیا کرتے تھے ان جزائر میں ہر ایک قبیلہ کی الگ الگ قبر ہوتی ہیں۔ وہ لوگ ماتمی رسوم کا اظہار بڑی بری طرح سے ادا کرتے ہیں یعنی پتھروں اور لاٹھیوں اور تیز آلات سے جسم کو زخمی کر دیتے ہیں، ایسے ہی موئے سر منڈواتے اور چہروں کو زخمی کر دیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحکم کا غیر معمولی پرچہ

مورخہ ۱۱ / اکتوبر سنہ ۰۴ء

جو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واپسی دارالامان پر شایع کیا گیا

خیر مقدم

رسید مژدہ کہ ایام نوبہار آمد   زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنم

آج کیا ہے؟ جو دارالامان قادیان کی سرزمین میں غیر معمولی رونق پائی جاتی ہے احمدیہ چوک میں خصوصیت کے ساتھ یہی نہیں کہ ہر متنفس بلکہ ہر در و دیوار تک سے مسرت و شادمانی ٹپکتی ہے آخر اس کا کوئی باعث بھی ہے۔

لچک ہے شاخوں میں جنبش ہوا سے پھولوں میں ۔ بہار جھول رہی ہے خوشی کے جھولوں میں

سنو! سنو! طائران قدس کہہ رہے ہیں کہ

عالیجناب حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود مہدی مسعود ادام اللہ برکاتہم پورے دو مہینے کی مفارقت کے بعد سرزمین دارالامان قادیان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے معزز و مفتخر فرماتے ہیں۔ اھلاً! وسھلاً!! ومرحباً!!!

سرزمین قادیان کیلئے آج نہایت فخر کا موقع ہے اور وہ اپنی یاوری قسمت خوبی طالع اور سعادت بخت پر جسقدر ناز کرے بجا ہے کیونکہ اسمیں خدا تعالےٰ کا فرستادہ نبیوں کا موعود اور خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب اُمتہ محمدیہ علیہ التحیہ کا خاتم الخلفا آج اسی رنگ میں پھر وارد ہوا ہے جسطرح پر ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد کا حقیقی مصداق اور موعود آجسے تیرہ صدیاں پیشتر بیابان مکہ کا مہجور قرار پاچکنے کے بعد دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ام القریٰ میں داخل ہوا تھا۔ اور یہ سعادت و فخر جو دارالامان کو خدا تعالےٰ کے موعود کے قدوم میمنت لزوم سے ملا ہے محض خدا تعالےٰ کا فضل اور عطا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اے سرزمین قادیان! شادمان ہو کہ تجھ میں تازہ بہار آئی ہاں یاد رکھ خدا کا فضل اور اس کی امان تجھ میں نازل ہوئی ہے۔

اے باشندگان دارالامان! سر آنکھوں سے چلو اور دولت زیارت لوٹو ہمارے سید و مولا محبوب و مقتدا امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تشریف شریف ارزانی فرمائی ہے۔

اے آمدنت باعث آبادی ما   ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما

اے خدا کے جری! اے امت محمدیہ علیہ التحیہ کے فخر! اے انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کے مخاطب اے ابراہیم! اے آدم! اے نوح! اے موسیٰ! اے احمد! اللہ تعالےٰ تیرا حامی و ناصر ہو (آمین) کہاں ہم خاکسار اور کہاں حضور کا نزول اجلال اور دربار! اللہ تعالیٰ کے اس فضل لامتناہی پر ہم جسقدر سجدات شکر بجا لائیں وہ کم ہے اگرچہ تیرا عارضی ہجر سخت صدمہ تھا لیکن ایک رنگ میں داغ ہجرت کا اثر اپنے اندر رکھتا تھا۔ اسلئے یہ ہجر خدا تعالےٰ کے ایک جلیل الشان نشان کا پیش خیمہ ہونیکی وجہ سے طمانیت بخش اور سرور افزا تھا مگر آج ہمارے طالع خفتہ بیدار ہوئے ہیں۔ ہمارے چمن امید میں بہار آئی ہے۔ اسلئے ہم تر زبان حمد الٰہی ہوتے ہیں اور تیری واپسی پر سجدات شکر بجا لاتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ تیرا حامی کار ہو۔ اور اپنے وعدوں کے موافق ہر وطن میں تیرا ناصر ہو تیرے پاک اغراض میں تجھے کامیاب کرے عرصہ دراز تک تیرا فیض بخش سایہ اسلام کے سر پر رہے

سایہ گستر باد یارب بر دلِ شیدائے ما   خضر ما مہدی ما عیسےٰ ما مرزائے ما

اے بزرگان ملت! اے گرامی قدر گوہرہائے خاندان رسالت! آپکے قدوم میمنت لزوم ہمارے سر آنکھوں پر شہنشاہ حقیقی احضرت خلیفۃ اللہ کے زیر عطوفت آپکی عز و شان بڑھائے کبھی بندگان عالی کے حضور اس علیحدہ کی طرف سے بھی عرض کر دیجئے۔ کہ اے خدا تعالےٰ کے معطر و ممسوح مسیح و مہدی الحکم کا ایڈیٹر تیری نیم شبی دعاؤں کا خواستگار ہے کہ تُو اسپر اسکی اولاد پر اور اہل بیت پر خدا تعالیٰ اپنا فضل نازل کرے اور وہ تیرے پاک اغراض کی تکمیل و اشاعت کا سچا ذریعہ ثابت ہوں۔ انکی موت اور حشر تیرے قدموں پر ہو (آمین) بالآخر سلسلہ عالیہ احمدیہ کا قومی خادم ہونیکی حیثیت سے تیری اس واپسی پر وہ مبارکباد عرض کرتا ہے۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

گذارندہ

خادم قوم شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

ایڈیٹر و پروپرائیٹر الحکم قادیان دارالامان

(مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان)

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹ میں

ہمارے ناظرین کو علم ہے کہ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے وہاں جا کر آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی اور اس حد تک ضعف اور ناتوانی بڑھی جو آپکے احباب اور ارادتمندوں کے لئے مضطرب کر دینے والی تھی مگر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیم شبی دعاؤں نے اعجاز مسیحائی دکھایا اور اللہ تعالےٰ نے مولانا ممدوح کے **نافع الناس** وجود کو صحت و عافیت بخشی ۔ والحمد للہ علےٰ ذالک ۔

سیالکوٹ میں مولویصاحب جس عزت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں اور آپکی پاکیزہ زندگی اور قرآن کریم کے ساتھ خاص محبت و ذوق نے ہمیشہ آپکو مخلوق کا مشارٌ الیہ بنا رکھا ہے پھر اسقدر عرصہ کے بعد آپکا وہاں تشریف لیجانا سیالکوٹ کے مسلمانوں خصوصًا احمدیوں کے لئے خاص مسرت کا موجب تھا اور آپ کی بیماری اور کمزوری کبھی اس امر کی مانع اور حارج نہوئی کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور قرآن کریم کے جلال و شوکت کے اظہار سے خاموش رہتے ۔ جس سے کم از کم ان لوگوں کو جو ایسی حالت میں بھی انکے پاس تھے اس **قوی الایمان** شخص کی زندگی کا پتہ ملتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ **خدا پر ایمان رکھکر ایک شخص مشکلات کی گھڑیاں کس طرح بسر کر سکتا ہے** اللہ تعالےٰ ایسا ایمان ہم سب کو نصیب کرے ۔

جمعہ کی نماز میں اس کثرت سے لوگ آتے تھے جو ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرنا پڑتا غرض آپ کی زبان اگر سیالکوٹ جا کر کھلی ہے تو اس سے قرآن کریم کی عظمت خدا کے برگزیدہ مسیح کی عظمت کے سوا اور کچھ نہیں نکلا۔

مولانا ممدوح خود بھی تبلیغ کے لئے ہمیشہ دل میں تڑپ رکھتے ہیں اسپر احمدی احباب کی درخواست نے اور تحریک کر دی آپنے پبلک میں دو تقریریں کی ہیں جنکے اشتہار ہم ذیل میں دیتے ہیں ۔ لیکن ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں ۔ اور **جماعت سیالکوٹ** کا شکوہ کرتے ہیں کہ انہوں نے قبل از وقت ایڈیٹر **الحکم** کو اطلاع نہیں دی جو ان جلسوں میں شامل ہو کر ان تقریروں کو قلمبند کرتا اور اسطرح پر وہ حقایق و معارف کا دریا صرف سیالکوٹ والوں کو سیراب نکر سکتا بلکہ اس کا فیض دور دور تک جا پہونچتا ۔ ان اشتہاروں کے اندراج کے بعد جو شوق دوسرے لوگوں میں پیدا ہو گا اسکی تلافی کیونکر ہو سکے گی ۔ غرض باوجود ضعف اور ناتوانی کے یہ عظیم الشان تقریریں ہوئیں ۔ ان تقریروں کے اشتہار پر مخالفین نے ہر چند کوشش کی کہ وہ جلسہ کو کامیاب نہ ہونے دیں لیکن مولانا ممدوح کے **حسن بیان** کے عاشق کب رُک سکتے تھے پہلے جلسہ کی اطلاع باہر کی جماعتوں کو نہیں دی گئی لیکن جیسا کہ چودہری مولا بخش صاحب کے خط سے معلوم ہوا دوسرے جلسہ کے لئے بعض جگہ بذریعہ تار اطلاع دی گئی تھی اور اکثر احباب بیرونجات سے شریک جلسہ ہوئے غرض مولوی صاحب کی ان پبلک تقریروں سے سیالکوٹ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عجیب تحریک اور تبلیغ ہو گئی ہے اور اب چونکہ سیالکوٹ کی جماعت نے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ کو دعوت کی ہے اور عنقریب حضرت اقدس وہاں تشریف لے جائیں گے (تاریخ کی اطلاع بعد میں دیجائیگی) تو اس لحاظ سے آپ نے بہت سے دلوں کو طیار کر دیا ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے مسیح سے پیشتر **یوحنا** کا سا کام کیا ہے تو یہ مبالغہ میں داخل ہو گا ۔ امید ہے کہ یہ سفر بہت ہی بابرکت اور نتیجہ خیز ہو گا ۔ اللہ تعالےٰ مولویصاحب کی مساعی جمیلہ اور سیالکوٹ کی احمدی جماعت کے نیک ارادوں کو بامراد کرے ۔ آمین ۔

آؤ میں اشتہار دینے سے پہلے اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ میاں ابراہیم سیالکوٹی مشہور مخالف سلسلہ عالیہ بھی ایک تقریر میں موجود تہا ہر چند اسنے کوشش کی کہ اپنی مخالفت کے جوہر دکھائے مگر خدا نے اسے کامیاب نہونے دیا اور دوسرے ہفتہ بھی اسکی کوششیں ناکام رہیں +

(وہ اشتہار یہ ہیں)

پہلا اشتہار

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم

تقریر

کی جائے گی

اس مضمون پر کہ حضرت حجۃ اللہ فی ارض اللہ المسیح الموعود والمہدی المسعود مرزا **غلام احمد قادیانی علیہ السلام** کے دعویٰ کے اثبات میں ہمارے پاس کیا دلائل ہیں ۔ اور اسپر کہ حضرت ممدوح نے (ایدہ اللہ) اب تک الحق کی تائید اور الباطل کی تردید میں کیا کارروائی کی ۔ اور کہاں تک کامیابی حاصل کی ہے ۔ اور اسپر بجز حضرت ممدوح کو (نصرہ اللہ) ماننے کے اللہ تعالےٰ کی پہچان اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت اور محبت اور اطاعت اور قرآن مجید کی محبت اور سمجھ یا بلفظ دیگر یوں سمجھ لو کہ اسلام کی سچی لذت اور غایت حاصل نہیں ہو سکتی ۔

یہ تقریر انشاءاللہ کی جائے گی میر حکیم حسام الدین صاحب کے مکان میں ۱۶ ۔ تاریخ اتوار کو ۔ سامعین کو چاہئے کہ از راہ کرم ٹھیک ۸ بجے صبح ہو جائیں ۔ +

المشتہر

خاکسار عبد الکریم

دوسرا اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

میں تقریر

کروں گا

اس مضمون پر کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اونکی موت میں اسلام کی زندگی ۔ کل انبیاء علیہم السلام کی زندگی ۔ حق اور صدق کی زندگی اور خدا تعالےٰ کی عزت ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ کی توفیق سے ثابت کروں گا کہ حضرت عیسیٰ ع کو زندہ ماننے میں کس قدر بے عزتی اور ہتک ہمارے نبی کریم **محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ** صلعم کی ہے ۔ یہ تقریر سنائی جائیگی **حکیم** میر حسام الدین صاحب کے مکان میں + **سامعین** کو چاہئے کہ ۹ ۔ اکتوبر کو ٹھیک ۸ بجے صبح کے جمع ہو جائیں ۔

المشتہر

عاجز عبد الکریم ۔ ۶ ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء

ول - ہیں - نہ کہ منکروں کے لئے ....

جن کیواسطے اللہ کا قانون ہے تم خدا سے پناہ مانگو اون کے لئے جو قانون ہے اوس میں تم کو داخل نہ کرے ہمیشہ نیک دل خدا کی رحمت سے فائدہ اوٹھاتے ہیں یہ نہ خیال کرو کہ یہ لوگ مذہب میں کچے ہیں بڑے بزدل ہوتے ہیں قہر الٰہی کا ذرا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن یاد رکہیں کہ یہ ایسا زمانہ ہے جسکے لئے سب نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں اور جیسے مختلف نہریں ملکر ایک دریا بن کر بہ نکلتی ہیں اسی طرح ان پیشگوئیوں کا سیلاب بہ نکلے گا - اور آدم موسیٰ - ابراہیم - وغیرہ نبیوں نے جو کچھ کہا وہ سب پورا ہو کر رہیگا - بعض رحمت کے نشان بھی ہونگے مگر اون سے انہی کو حصہ ملے گا جو عاجز فروتن اور خائف اور تائب ہونگے اور جو منکر ہیں وہ قہری نشان سے حصہ لینگے اگرچہ یہ لوگ اسوقت انکار کو نہیں چھوڑتے اور صرف ماں باپ یا جاہل لوگوں سے سن سنا کر غلط عقاید میں اڑے ہوئے ہیں لیکن خدا تعالےٰ نے زبردستی سب کچھ چھڑا دیگا زبردست سے لڑنا نادانی ہے - اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو کب کا تباہ ہو جاتا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کہ اگر یہ ہم پر افترا کرتا تو ہم اسکی شاہ رگ کاٹ دیتے پھر یہ کیا وجہ ہے کہ اگر میں خدا پر افترا کرتا ہوں اور تھوڑی مدت نہیں تیس سال کے قریب ہو چلا کہ ہمیشہ اسکی طرف سے وحی لوگوں کو سناتا ہوں اور وہ جانتا بھی ہے کہ میں جھوٹا ہوں - لیکن میری تائید کرتا ہے اور ہلاک نہیں کرتا ہے وہ کیسا خدا ہے کہ ایک جھوٹے سے اتفاق کر بیٹھا ہے اور ہزاروں نشان اوسکی تائید میں دکہاتا ہے - نئی سواری بھی اسکے لئے نکالی - کسوف و خسوف بھی اسکے لئے ماہ رمضان میں کیا طاعون بھی بھیجی گویا خدا نے جہان کو دہو کہ دیا اور جو کام دجال نے کرنا تہا وہ خود آپ کیا تا کہ مخلوق تباہ ہو - ذرا سوچو کیا خدا کے لئے یہ جائز ہو سکتا ہے - کہ ایک کذاب مفتری اور دجال کی وہ اسقدر مدد کرے اور مولوی لوگ جو خود کو اس کا مقرب جانتے ہیں اون کی دعا ہرگز قبول نہ ہو جو لڑائی یہ لوگ لڑاتے ہیں وہ مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے ہے میں تو کچھ شے نہیں ہوں خدا سے لڑائی والا کبھی بابرکت نہیں ہو سکتا میں تو اس بات کو کچھ ہوئے غور کرتا ہوں اور مجھے لرزہ پڑتا ہے کہ افترا ہو اور خدا چپ کرکے بیٹھا رہے اگر ان کے نزدیک یہ افترا ہے تو چاہئے کہ دعا کریں کہ خدا اسے نیست کر دے یا دعا کرے کہ حضرت مسیح کو آسمان سے اوتاریں عیسائی محققین نے بھی آخر کار مسیح کے آسمان سے آنے سے تنگ آکر اور میعاد گذری دیکھکر فیصلہ کر دیا ہے کہ کلیسیا مسیح کو مسیح ان کو بھی مسیح کا نزول ہے اون کو بھی آخر کار نزول کو استعارہ کے رنگ میں ہی [illegible] اور احادیث پکار پکار کر کہہ رہی ہیں

کہ تمام خلفاء اس اُمت میں سے ہوں گے قرآن شریف بھی یہی کہہ رہا ہے - اور سب جگہ منکم کا لفظ موجود ہے - مگر نہ معلوم کہ اون لوگوں نے مسیح بنی اسرائیل کہاں سے بنا لیا یہ تہوڑا اشارہ ہے کہ نہ کوئی واعظ ہے - نہ لیکچرار - اور ہماری ترقی برابر ہو رہی ہے بہلا اگر اون کو طاقت ہے تو روک دیں اللہ تعالےٰ خود لوگوں کو ادہر توجہ دلا رہا ہے مصر سے بھی بیعت کی درخواست آئی ۔ یورپ میں تحریک امریکہ میں تحریک ہے -

میں پھر جماعت کو

تاکید کرتا ہوں کہ تم لوگ ان کی مخالفتوں سے غرض نہ رکہو تقویٰ طہارت میں ترقی کرو - تو اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ ہو گا - اور اون لوگوں سے وہ خود سمجھ لیوے گا - وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ -

اور خوب یاد رکھو

کہ اگر تقوےٰ اختیار نہ کرو گے اور اس نیکی سے جسے خدا چاہتا ہے کثیر حصہ نہ لوگے تو اللہ تعالےٰ سب سے اوّل تم ہی کو ہلاک کرے گا کیونکہ تم نے ایک سچائی کو مانا ہے - اور پھر عملی طور سے اس کے منکر ہوتے ہو - اس بات پر ہرگز بھروسہ نہ کرو - اور مغرور مت ہو کہ بیعت کر لی جب تک پورا تقوےٰ نہ اختیار کرو گے - ہرگز نہ بچو گے - خدا کا کسی سے رشتہ نہیں - نہ اس کو کسی کی رعایت منظور ہے جو ہمارے مخالف ہیں - وہ بھی اسی کی پیدائش ہیں - اور تم بھی اسی کے مخلوق ہو - صرف اعتقادی بات ہرگز کام نہ آوے گی - جب تک تمہارا قول اور فعل ایک نہ ہو - ان لوگوں کی حالتوں پر غور کرو - کہ جب توفّی کا لفظ مسیح کے لئے آوے تو اس کے معنے آسمان پر جانے کے کرتے ہیں - اور جب وہ لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہو - تو اس کے معنے وفات پانے کے کرتے ہیں - پس خدا چاہتا ہے - کہ عملی راستی دکہاؤ تا کہ وہ تمہارے ساتھ ہو - رحم - اخلاق احسان - اعمال حسنہ - ہمدردی اور فروتنی ہیں اگر یہی رکہو گے تو مجھے معلوم ہے - اور بار بار میں بتلا چکا ہوں - کہ سب سے اول ایسی ہی جماعت ہلاک ہوگی موسیٰ علیہ السلام کے وقت جب اسکی امت نے خدا کے حکموں کی قدر نہ کی تو باوجودیکہ موسیٰ اون میں موجود تہا - مگر پھر بھی بجلی سے ہلاک کئے گئے - پس اگر تم بھی ایسا کرو گے تو میری موجودگی کچھ کام نہ آوے گی -

اب ہم ان لوگوں کو کیا خاک سمجھائیں - بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں اور ان کے لئے کافی اتمام حجت ہو چکا ہے - حضرت یوسفؑ پر توفّی کا لفظ استعمال کریں تو اوس کے معنے موت کے ہوں - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ لفظ آوے تو اوسکے معنے موت کے ہوں - ساحرین موسیٰ کے لئے وہی لفظ آوے

تو معنے موت کے ہوں لیکن جب مسیح پر بولا جاوے تو اوس کے معنے آسمان پر جانا کرتے ہیں یہ لوگ خدا کو کیا جواب دیوینگے کیا یہی اون کی محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور یہ کیسی دلیری اور شوخی ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک جس کی دنیا کو ضرورت تہی - وہ تو تیرہ سو برس گذر رہے - کہ خاک میں دفن ہیں - اور آپ ۶۳ - برس کی عمر میں فوت ہو جاویں - اور مسیح آجتک آسمان پر کوئی تبلاوے - کہ وہاں کیا کر رہا ہے - اس کا وعدہ تہا - کہ میں بنی اسرائیل کی طرف آیا ہوں اور کتنی قومیں بنی اسرائیل کی باقی تہیں کہ آسمان پر جا بیٹھا اور وعدہ بھی پورا نہ کیا اور پھر عقل نقل اور کتاب اللہ کے برخلاف ہے یہ سب دلائل ہیں جو کہ ایک مومن کے لئے کافی ہیں اور بجز اسکے کہ عیسیٰ کو فوت شدہ مانا جاوے اور کوئی ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو محفوظ رکھنے کا نہیں ہے - میں تو اس شخص سے بہت خوش ہوں کہ جسنے کتاب حیات النبی لکہی ہے - اور اس میں یہ بھی لکہا ہے کہ جو شخص سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور پیغمبر کو زندہ کہے وہ کافر ہے کیونکہ آخر محبت کی کچھ بھی تو علامت چاہئے - بعض نئے نئے لوگوں نے جو عیسائیوں میں سے اسلام میں داخل ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات کہی ہوگی کہ عیسیٰ اب تک زندہ ہے تب ہی تو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہرگز یہ باور نہ کیا کہ آپ فوت ہو گئے بلکہ ایسا کہنے والے کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے آخر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر اس مسئلہ کو حل کیا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے تب اونکو یقین آیا -

اب عیسائیت کا آفتاب آگیا ہے - اور جو محبت مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چاہئے تہی - وہ نہیں رہی - ہزاروں رسالے اور اخبار نکلتے ہیں - لیکن کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات کا رسالہ نہ نکالا پس اب خدا چاہتا ہے کہ آپ کی عزت کو دنیا میں قائم کرے کئی کروڑ کتب اسلام کی رد میں لکہی گئیں - کیا اب بھی خدا کو لازم نہ تہا کہ کوئی ذریعہ قائم کرکے آپ کی عزت کو ظاہر کرے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک نبی مانتے ہیں اور سب سے اشرف جانتے ہیں - اور ہرگز گوارا نہیں کرتے - کہ کوئی عمدہ بات کسی اور کی طرف منسوب کیجاوے جب کفار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی معجزہ طلب کیا کہ آسمان پر چڑھ کر دکہا دیں - تو آپ نے فرمایا - سبحان ربّی اور انکار کر دیا دوسری طرف حضرت مسیح کو خدا آسمان پر بیجا کر یہ کیسے ہو سکتا ہے - ہم قرآن سے کیا بلکہ کل کتابوں سے دکہا سکتے ہیں کہ جسقدر اخلاق اور خوبیاں کل انبیاء میں تہیں - وہ سب کی سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں جمع تہیں - کان فضل اللّٰہ علیک عظیما اسی کی طرف اشارہ ہے - پس اگر آسمان

پر جانا کوئی فضیلت ہو سکتی تہی - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے کب باہر رہ سکتے تھے - آخر یہ لوگ پچھتا دینگے - کہ ان باتوں کو ہم نے کیوں نہ مانا - یہ لوگ ایک وار تو آنحضرتؐ کی ذات پر کرتے ہیں - کہ ایک معجزہ آسمان پر جانے کا لوگوں نے مانگا مگر خدا نے آپکی پروا نہ کی - اور عیسیٰ کو یہ عزت دی کہ اوسے آسمان پر اٹھا لیا - اور دوسرا حملہ خود خدا پر کرتے ہیں - کہ اس نے اپنی قوت خلق سے مسیح کو بھی کچھ دیدی جسسے تشابہ الخلق ہو گیا - جواب دیتے ہیں کہ خدا نے خود مسیح کو یہ قدرت دی تہی - ارے نادانوں - اگر خدائی نے تقسیم ہونا تہا - تو کیا اسکے حقدار عیسیٰ ہی رہتے تھے - ان آنحضرت صلعم کو کیوں نہ حصہ ملا - اسقدر تقریر ہو چکی تہی - کہ بعض جنازوں نے بہت وقت گذر جانے کی درخواست کی - تا کہ آپکی طبیعت کو زیادہ صدمہ نہ ہو اور سلسلہ تقریر ختم ہو جاوے چنانچہ حضور نے دعا پر اسے ختم کیا - اور تشریف لے گئے ہم بھی اللہ سے دعا کرتے ہیں - کہ وہ ان تمام وصایا پر عمل درآمد کی توفیق عطا کرے - اور جو یقین اور محبت اور غیرت دینی حضرت مسیح علیہ السلام کو عطا کی ہے - اس میں سے ایک وافر حصہ ہمیں عطا کرے - آمین -

(اڈیٹر)

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لئے کسی دوسرے مقام پر سپرنٹنڈنٹ صاحب مدرسہ کی ایک مختصر سی تحریر ہم نے چھاپی ہے جو ہمارے ناظرین کی ازبس توجہ کی محتاج ہے - مدرسہ تعلیم الاسلام نظام احمدی قوم کی قومی انسٹیٹیوشن ہے لیکن یاد رکھو کہ اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ خدا تعالےٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے؟ اور ضرور ہے تو یہ درسگاہ ایک عالمگیر درسگاہ ہوگی جو قوم کو زمین کے لئے وہ فلاسفر اور صوفی اور عالم پیدا کرے گی جو حقیقی اسلام پیدا کیا کرتا ہے - اسلئے آج اسکی حفاظت اسکی دستگیری جو ایک چٹھی ہوتے ہو سکتی ہے اور جو ثواب اور اجر اس میں ہے قریب ہے کہ ایک زمانہ آجاوے جو ہزاروں لاکھوں روپیہ کے دینے میں اسقدر ثواب نہ ہے -

ہم سچ کہتے ہیں کہ اس مدرسہ کی امداد عظیم الشان دینی خدمت ہے اسکی اہمیت اسی سے ثابت ہے کہ خدا کا مرسل و مامور ان چیدہ شاخوں میں سے (جو خدا تعالےٰ نے اسکے سلسلہ کی اشاعت کے لئے مقرر کی ہیں) ایک شاخ کے ضروری چندہ میں سے وضع کرکے چندہ دینے کی بھی اجازت دیتا ہے - پس کسقدر ضرور ہے کہ ماہوار مستقل چندہ سے مدرسہ کی مالی حالت کی اصلاح کی جاوے -

علوم القرآن

نمبر ۱

اس امر سے زیادہ کیا چیز حیرت انگیز ہو سکتی ہے کہ مذہب اسلام کی روح و رواں جو کچھ ہو قرآن ہے، تاہم آجکل مسلمانوں کو جقدر قرآن کے ساتھ بے اعتنائی ہے کسی چیز سے نہیں۔ عربی کے موجودہ درس میں ہر علم و فن کی کتابیں کثرت سے داخل ہیں، لیکن فن تفسیر کی صرف دو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، جلالین، اور بیضاوی جن میں سے پہلی اسقدر مختصر ہے کہ اُس کے الفاظ وحروف .... قرآن مجید کے الفاظ وحروف کے برابر برابر ہیں، اور دوسری گو چنداں مختصر نہیں لیکن اُس کے صرف ڈھائی پارے درس میں داخل ہیں، جو کتاب کا پانچواں حصہ بھی نہیں۔

منطق و فلسفہ کی مدت تحصیل پانچ برس ہے، اور اور علوم پر بھی ایک معتدبہ زمانہ صرف ہوتا ہے لیکن قرآن مجید اور تفسیر کی تحصیل کے لئے پورا سال بھر گوارا نہیں کیا جاتا۔ مغربی علوم وفنون کی کتابیں کثرت سے چھپ چھپ کر شائع ہو رہی ہیں اور خصوصاً فن حدیث کا سرمایہ تو اسقدر وجود میں آگیا ہے کہ اگلوں کے وہم وخیال میں بھی نہ تھا، لیکن قرآن مجید کے متعلق دو ایک معمولی درسی تفسیروں کے سوا، آجتک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ یہ تو ظاہری بے پروائی کی کیفیت ہے، معنوی حیثیت سے دیکھو تو اس سے بھی زیادہ افسوس ناک حالت ہے، تمام مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید کا معجزہ ہونا اسکی فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے ہے، لیکن کیا ہمارے علما اس دعوے کو ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر ان سے پوچھا جائے کہ قرآن مجید کی انشا پردازی کی کیا خصوصیات ہیں؟ قرآن مجید نے، بلاغت کے کیا کیا نئے اسلوب پیدا کئے شعرائے جاہلیت نے مدح و ذم، فخر و ثنا۔ شادی و غم۔ عزم و استقلال، نیکی و رحمدلی، جوش واثر کے مضامین کو جس پایہ تک پہونچایا تھا قرآن مجید نے انہی مضامین کو کس رتبہ تک پہونچا دیا؟ تو کیا ہزاروں علما میں سے ایک بھی ان سوالوں کا معقول جواب دے سکیگا؟ ادب و بلاغت پر موقوف نہیں، فقہ۔ اصول علم کلام، سب کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ لیکن ہمارے علما خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ علوم مذکورہ کے مسائل کو انہوں نے قرآن مجید سے سیکھا ہے، یا ہدایہ وتلویح وعقائد نسفی سے۔؟

یہ شکایت نئی نہیں، تقریباً چھ سو برس سے یہی حالت ہے، اس سے صرف یہی نہیں ہوا کہ قرآن مجید کے متعلق نئی تالیفات کا سلسلہ بند ہو گیا، بلکہ افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ قدما کی نادر اور بیش بہا تصنیفات ناپید ہو گئیں، خاص قرآن مجید کے اعجاز پر قدما نے بہت سی کتابیں لکھیں تھیں جنمیں سے آٹھ یا نو کتابوں کا تذکرہ جلال الدین سیوطی نے اتقان میں کیا ہے، لیکن لوگوں کی بد مذاقی ہے، انہیں سے صرف باقلانی کی ایک کتاب بچی ہے، جو اس باب میں معمولی درجے کی تصنیف ہے، اگرچہ ابوبکر عربی اسی کو احسن الکتب کا خطاب دیتے ہیں۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شروع اسلام سے آجتک قرآن مجید کے متعلق جو کچھ علمی سرمایہ مہیا کیا گیا، اُس پر ایک مختصر ریویو کیا جائے جس سے ایک طرف تو ثابت ہو گا کہ ہمارے اسلاف نے اور علوم کی طرح اس فن کو کس قدر وسیع کیا تھا اور کیا کیا نکتہ آفرینیاں کی تھیں، دوسری طرف یہ ظاہر ہو گا کہ قدما نے گو اپنے زمانہ کے موافق تحقیقات وتدقیقات کا حق ادا کر دیا تھا، تاہم آج اور بہت سے نئے پہلوؤں سے ان مسائل پر بحث کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید جسوقت نازل ہو رہا تھا اسوقت جو لوگ موجود تھے، وہ اگرچہ اس کے مطالب ومعانی کے سمجھنے میں کسی معلم یا استاد کے محتاج نہ تھے تاہم بعض بعض مقامات میں جہاں زیادہ اجمال ہوتا تھا یا کوئی قصہ طلب بات ہوتی تھی، لوگ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا کرتے تھے، آنحضرت کے بعد فتوحات کی ترقی اور تمدن کی وسعت کی وجہ سے احکام میں نئی نئی صورتیں پیش آنے لگیں اور اس ضرورت سے قرآن مجید کی آیات احکامیہ پر غور وفکر کرنے کی ضرورت پڑی، صحابہ میں سے جو لوگ علم وفضل میں زیادہ ممتاز تھے انہوں نے اسطرف زیادہ توجہ کی، ان بزرگوں میں سے حضرت علی سب کے پیشرو تھے، ان کے بعد حضرت عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابو موسیٰ اشعری کا درجہ ہے حضرت عبد اللہ بن عباس کے حلقہ درس نے نہایت وسعت حاصل کی، اور سیکڑوں ہزاروں شاگرد ہو گئے، انمیں سے مجاہد۔ عطار بن رباح۔ عکرمہ۔ سعید بن جبیر سب سے ممتاز تھے، ان بزرگوں کے سوا جن لوگوں نے فن تفسیر پر توجہ کی وہ حسن بصری۔ عطار بن سلمہ خراسانی۔ محمد بن کعب القرظی۔ ابو العالیہ۔ ضحاک بن مزاحم، قتادہ، زید بن اسلم، ابو مالک وغیرہ ہیں غالباً سب سے پہلے اس فن کی جسنے ابتدا کی وہ سعید بن جبیر تھے، عبد الملک بن مروان نے ان سے تفسیر لکھنے کی درخواست کی، چنانچہ انہوں نے اسکی فرمائش کے موافق تفسیر لکھکر دربار خلافت میں بھیجی اور اسی کا نسخہ دفتر شاہی میں داخل کیا گیا، عطار بن دینار کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے وہ درحقیقت یہی تفسیر ہے۔[1]

حاشیہ [1] یہ تفصیل میزان الاعتدال ذہبی تذکرہ عطار بن دینار سے ماخوذ ہے۔

اس طبقہ کے بعد ائمہ مجتہدین اور راویوں کے سرگروہ مثلاً سفیان بن عیینہ۔ شعبہ۔ یزید بن ہارون۔ عبد الرزاق۔ ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے تفسیریں لکھیں اسکے بعد عام رواج ہو گیا اور سینکڑوں ہزاروں تفسیریں تصنیف ہو گئیں اور ہوتی رہیں تفسیر کے علاوہ قرآن مجید کے خاص خاص مباحث پر جداگانہ اور مستقل تصنیفات کا سلسلہ شروع ہوا اور یہ سلسلہ تفسیر سے بھی زیادہ مفید تھا، کسی نے صرف مسائل فقہیہ پر بحث کی کسی نے اسباب نزول پر کتاب لکھی، کسی نے صرف اون الفاظ کو جمع کیا جو غیر زبان کے الفاظ ہیں۔ کسی نے امثال قرآنی کو یکجا کیا، کسی نے آیات مکررہ کے نکات بیان کئے، اس قسم کے مضامین کی تعداد ۸۰ کے قریب پہونچی اور قریباً ہر ایک پر الگ الگ مستقل تصنیفیں لکھی گئیں، ان مضامین میں سے بعض بعض پر تمام بڑے بڑے ائمہ فن نے طبع آزمائیاں کیں اور ہزاروں کتابیں طیار ہو گئیں۔

یہ تصنیفات اگرچہ بیشمار ہیں لیکن ان سب کو چند قسموں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) فقہی۔ جسمیں صرف ان آیتوں کو یکجا کیا ہے جن سے کوئی فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے مثلاً احکام القرآن اسمٰعیل بن اسحاق۔ احکام القرآن ابوبکر رازی، احکام القرآن قاضی یحیٰی بن اکثم۔

(۲) ادبی۔ ان تصنیفات میں قرآن مجید کا فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے معجز اور بے نظیر ہونا ثابت کیا ہے، اسی سلسلہ میں وہ تصنیفات بھی داخل ہیں جو قرآن مجید کی حقیقۃ و مجاز، تشبیہات واستعارات، تکرارات، وجوہ ترتیب، صنائع وبدائع وغیرہ وغیرہ پر لکھی گئی ہیں۔

(۳) تاریخی۔ قرآن مجید میں انبیائے سابقین اور اور بزرگوں کے جو قصے مذکور ہیں انکی تفصیل اور مزید حالات۔

(۴) نحوی جسمیں قرآن مجید کے نحوی مسائل سے بحث کی ہے۔ مثلاً اعراب القرآن رازی وغیرہ۔

(۵) لغوی۔ یعنی قرآن مجید کے الفاظ مفردہ کے معانی اور انکی تحقیق۔ مثلاً لغات القرآن ابوعبیدہ وغیرہ۔

(۶) کلامی۔ جن آیتوں سے عقائد کے مسائل مستنبط ہوتے ہیں ان پر بحث ان مضامین میں سے فقہی مباحث پر جو کچھ لکھا گیا اسپر اضافہ کی بہت کم گنجائش ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اس بحث پر بڑے بڑے ائمہ فن نے طبع آزمائیاں کیں اور چونکہ شروع ہی سے ان مسائل کے متعلق الگ الگ فرقے بن گئے تھے، کسی فریق نے تدقیق کا دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ امام شافعی۔ قاضی یحیٰی بن اکثم (استاد ترمذی) ابوبکر رازی، جس پایہ کے لوگ تھے سب کو معلوم ہے، ابوبکر رازی کی تصنیف آج بھی موجود ہے اور ہماری نظر سے گذر چکی ہے، اسی طرح لغات قرآن اور مسائل نحویہ پر جو کچھ لکھا گیا اس سے بڑھ کر نہیں لکھا جا سکتا۔

[1] دیکھو اتقان فی علوم القرآن کا دیباچہ۔

فصاحت و بلاغت کے متعلق نہایت کثرت سے کتابیں لکھی گئیں، جو اعجاز القرآن کے نام سے مشہور ہیں، ان میں فصاحت وبلاغت کے تمام اقسام سے بحث کی ہے، سب سے پہلے غالباً جاحظ المتوفی ۲۵۵ھ نے اس موضوع پر لکھا، پھر محمد بن یزید واسطی۔ عبد القادر جرجانی۔ رمانی خطابی۔ زملکانی، امام رازی۔ ابن سراقہ قاضی ابوبکر باقلانی نے بسیط اور مفصل کتابیں لکھیں، یہ کتابیں آج بالکل ناپید ہیں۔

میں نے قسطنطنیہ اور مصر کے تمام کتب خانے دیکھے لیکن ایک کتاب کا بھی پتہ نہ لگا۔ البتہ قاضی باقلانی کی تصنیف موجود ہے، جسکا نسخہ میں نے خدیویہ کتب خانہ سے لکھوا کر منگوایا تھا اور اب وہ چھپ بھی گئی ہے اس کتاب کی نسبت ابن العربی کا قول ہے کہ اس بحث پر کوئی کتاب اس درجہ کی تصنیف نہیں ہوئی، ابن العربی کی رائے پر اگر اعتماد کیا جائے تو اسلاف کی علمی حالت پر سخت افسوس ہو گا کیونکہ باقلانی کی کتاب گو انشا پردازی کے لحاظ سے بلند رتبہ ہے لیکن اصل مضمون کی حیثیت سے محض ایک ملایانہ تصنیف ہے۔

عبد القاہر جرجانی جو فن بلاغت کا موجد ہے اسکی اعجاز القرآن ہم نے نہیں دیکھی لیکن اسکی دو کتابیں دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ جو خاص فن بلاغت میں ہیں ہمارے پیش نظر ہیں، ان کتابوں میں اُس نے جو نکتہ آفرینیاں کی ہیں، وہ حیرت انگیز ہیں اور اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید پر اُس نے جو کچھ لکھا ہو گا بیش بہا ہو گا، اسی طرح جاحظ کی تصنیف بھی بے نظیر ہو گی، لیکن چونکہ پانچ چھ سو برس سے قوم کا علمی مذاق بالکل پست ہو گیا ہے اس لئے لوگ ابن العربی، باقلانی ہی کی تصنیف کو بہترین تصانیف قرار دیتے ہیں۔

اعجاز القرآن کے سلسلہ کے علاوہ اور بہت سی تصنیفات ہیں جن میں انشا پردازی کی خاص خاص قسموں سے بحث کی ہے مثلاً ابن ابی الاصبع نے قرآن مجید کی صنائع وبدائع پر مستقل کتاب لکھی عز الدین بن عبد السلام نے قرآن کے مجازات کو یکجا کیا، ابو الحسن ماوردی نے قرآن کی ضرب الامثال جمع کیں اور اون کی خوبیاں دکھائیں، علامہ سیوطی نے سورتوں کے طرق ابتدا پر ایک رسالہ لکھا جسکا نام الخواطر السوانح فی اسرار الفواتح ہے، ابن القیم نے کتاب التبیان اس بحث پر لکھی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اکثر

سے قصیں کیوں کہانی ہیں۔

قصص اور حقائق اشیاء کے متعلق تصنیفات کا جو سرمایہ ہے وہ درحقیقت شرم کا باعث ہے اور افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ تفسیر کے اجزاء میں سے جو حصہ سب سے زیادہ عوام میں مقبول اور متداول ہے، اور سلسلہ بہ سلسلہ تمام اسلامی لٹریچر میں سرایت کر گیا ہے، وہ یہی حصہ ہے، انبیاء اور ملل سابقین کے افسانے جو یہودیوں میں پھیلے ہوئے تھے وہ نہایت مبالغہ آمیز اور دور از کار تھے، قرآن مجید میں نہایت اجمال کے ساتھ صرف اُن واقعات کو بیان کیا گیا جو فی نفسہ صحیح تھے، اور جن سے طبائع پر کوئی اخلاقی عمدہ اثر پڑتا تھا، ہمارے مفسروں نے قرآن مجید کو ایک متن قرار دیا اور اس کی شرح میں وہ تمام بیہودہ افسانے شامل کر دیئے جنکے سامنے بوستان خیال کی بھی کچھ حقیقت نہیں، حقائق اشیاء کے متعلق جو کچھ قرآن مجید میں مذکور تھا، اوس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا، چاہ بابل، کوہ قاف، سکندر ذوالقرنین یاجوج ماجوج وغیرہ وغیرہ کی نسبت جو روایتیں مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں، وہ انہیں تفسیروں کی بدولت ہیں علامہ ابن خلدون نے اس کے متعلق مقدمۂ تاریخ میں نہایت محققانہ مضمون لکھا ہے ہم اس کی عبارت اس موقع پر بقدر ضرورت نقل کرتے ہیں۔

وقد جمع المتقدمون فی ذالك ...... الا ان کتبهم ومنقولاتهم تشتمل على الغث والسمين والمقبول والمردود والسبب فی ذالك ان العرب لم يكونوا اهل كتاب ولا علم وانما غلبت عليهم البداوة والامية واذا تشوقوا الى معرفة شئ مما تشوق اليه النفوس البشرية فی اسباب المكونات وبدء الخليقة واسرار الوجود فانما يسألون عنه اهل الكتاب قبلهم ويستفيدونه منهم وهم اهل التوراة من اليهود ومن تبع دينهم من النصارى واهل التوراة الذين بين العرب يومئذ بادية ولا يعرفون من ذالك الا ما تعرفه العامة من اهل الكتاب فلما اسلموا بقوا على ما كان عندهم مما لا تعلق له بالاحكام الشرعية التى يحتاطون لها مثل اخبار بدء الخليقة وما يرجع الى الحدثان والملاحم وامثال ذالك وهولاء مثل كعب الاحبار ووهب بن منبه وعبد الله بن سلام وامثالهم فامتلأت التفاسير من المنقولات عندهم وتساهل المفسرون فی مثل ذالك وملؤا كتب التفسير من هذه المنقولات واصلها كما قلنا عن اهل التوراة الذين يسكنون البادية ولا تحقيق عندهم بمعرفة ما ينقلونه من ذالك الا انهم بعد صيتهم وعظمت اقدارهم لما كانوا عليه من المقامات فی الدين والملة فتلقيت بالقبول من يومئذ

ترجمہ:- اور اس باب میں متقدمین نے بڑا ذخیرہ جمع کیا لیکن ان کی تصنیفات اور روایتوں میں نیک و بد، مقبول و مردود، سب کچھ شامل ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب لکھے پڑھے نہ تھے، اور اُن کے اوپر بالکل بدویت و جہالت غالب تھی اور جب اون کو اشیاء کی دریافت کا شوق ہوتا تھا جو طبائع بشری کا اقتضاء ہے مثلاً آفرینش عالم کے اسباب، دنیا کی ابتداء، وجود کے اسرار، تو ان باتوں کو وہ لوگ یہودیوں سے دریافت کرتے تھے یا اون عیسائیوں سے جو یہودیوں کے مقلد تھے اور اس زمانہ کے یہود ایسے ہی جاہل تھے جیسے بادیہ نشین عرب، ان کو صرف وہی معلومات تھی، جو عوام اہل کتاب کو ہوتی ہیں پھر جب یہ لوگ اسلام لائے تو ان امور کے متعلق جو احکام شرعی سے تعلق نہیں رکھتے تھے مثلاً دنیا کا آغاز، واقعات قدیمہ، اور قصص انبیاء، اون کے خیالات وہی رہے جو پہلے سے تھے، ان اسلام لانے والوں میں کعب احبار، وہب بن منبہ، عبداللہ بن سلام وغیرہ تھے، اس لئے تمام تفسیریں ان کی روایتوں سے بھر گئیں، اور اس قسم کے امور میں مفسرین سہل انکاری کرتے ہیں، اس لئے ان لوگوں نے تفسیر کی کتابوں کو انہی روایتوں سے بھر دیا اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ان روایتوں کا ماخذ وہی توراۃ والے تھے جو صحرا نشین تھے اور ان کو ان امور کے متعلق کچھ تحقیق حاصل نہ تھی لیکن چونکہ مذہباً ان لوگوں کا پایہ بلند تھا اور قوم میں ان کو شہرت اور عظمت حاصل تھی اسلئے وہ روایتیں قبول عام پا گئیں۔[1]

علامہ ابن خلدون نے جو کچھ لکھا محدثانہ تحقیق بھی تمام تر اسی کی تائید کرتی ہے، انبیاء سابقین اور زمین و آسمان وغیرہ کی آفرینش کے متعلق جو کچھ تفسیروں میں مذکور ہے، وہ عموماً قدماء مفسرین سے ماخوذ ہے یعنی مجاہد، سدی، ضحاک، مقاتل بن سلیمان کلبی - ان میں سے تین مقدم الذکر نے صحابہ کا زمانہ پایا تھا، اور ان سے روایتیں حاصل کی تھیں، مقاتل نے ۱۵۰ھ ہجری میں وفات پائی کلبی بھی اسی دور کے مفسر ہیں، نقلی مضامین کے متعلق آج جس قدر تفسیریں ہیں سب انہی بزرگوں سے ماخوذ ہیں، امام شافعی کا قول ہے کہ فن تفسیر میں تمام لوگ مقاتل کے وظیفہ خوار ہیں، سدی کی نسبت جلال الدین سیوطی نے کتاب الارشاد سے نقل کیا ہے کہ امثل التفاسیر تفسیر السدی[2]

حاشیہ:- [1] مقدمہ ابن خلدون باب علوم القرآن۔
[2] میزان الاعتدال ذہبی۔

یعنی تمام تفسیروں میں سدی کی تفسیر سب سے اچھی ہے، امام طبری کی تفسیر کے متعلق تمام علماء کا اتفاق ہے کہ صحت و تنقید میں لاجواب ہے، لیکن یہ تفسیر بھی زیادہ تر سدی اور ضحاک سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی نے اتقان باب ہشتاد و نہم میں تصریح کی ہے۔

ان بزرگوں کا یہ حال ہے کہ مجاہد کی تفسیر کی نسبت جب لوگوں نے امام اعمش سے دریافت کیا کہ اس میں غلطیاں کیوں پائی جاتی ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ اہل کتاب سے ماخوذ ہے، ضحاک کی نسبت محدثین نے تصریح کی ہے کہ ابن عباس اور ابو ہریرہ وغیرہ سے انہوں نے جو روایتیں کی ہیں سب مخدوش ہیں یعنی انکی صحت میں کلام ہے، اسکے ساتھ یحییٰ بن سعید قطان نے جو اسماء الرجال کے امام ہیں تصریح کی ہے کہ ضحاک میرے نزدیک ضعیف الروایت ہیں، سدی کا یہ حال ہے کہ امام شعبی سے کسی نے کہا کہ سدی کو قرآن کے علم کا حصہ ملا ہے، مقاتل کی نسبت وکیع کا قول ہے کہ کذاب تھا، محدث نسائی فرماتے ہیں کہ مقاتل جھوٹ بولا کرتا تھا، عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ مقاتل کی تفسیر بہت اچھی تھی کاش وہ ثقہ بھی ہوتا، جوزجانی نے لکھا ہے کہ مقاتل نہایت دلیر دجال تھا، محدث ابن حبان نے لکھا ہے کہ مقاتل قرآن مجید کے متعلق یہود و نصاریٰ سے وہ باتیں سیکھا کرتا تھا جو ان کے روایتوں کے مطابق ہوتی تھیں، کلبی کی نسبت تو عام اتفاق ہے، کہ انکی تفسیر دیکھنے کے قابل نہیں، امام احمد بن حنبل، دارقطنی، امام بخاری، جوزجانی، ابن معین سب نے تصریح کی ہے کہ وہ ناقابل اعتبار تھا، ابن حبان کا قول ہے کہ کلبی کا کذب و دروغ اسقدر ظاہر ہے کہ اس میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں[1] ایک ضمنی تذکرہ میں ان بزرگوں کی اسقدر پردہ دری شاید موزوں نہ تھی، لیکن ان لوگوں نے اسلام کو جسقدر نقصان پہونچایا ہے اسکا کم سے کم یہی صلہ تھا، انہی حضرات کی روایتیں ہیں جن سے تفسیر کبیر، کشاف، بیضاوی اور اور سیکڑوں ہزاروں کتابیں مالا مال ہیں، مسلمانوں میں آج جو عجائب پرستی، زود اعتقادی اور غلط خیالی ایک خاصہ بن گئی ہے انہی کی روایات اور منقولات کی بدولت ہے۔

(الندوہ)

[1] ان بزرگوں کے یہ اقوال میزان الاعتدال ذہبی سے ماخوذ ہیں۔

تفسیر القرآن دوسرا پارہ

تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی تکمیل اور اشاعت کے متعلق مجھے کئی مرتبہ اعلان کرنا پڑا ہے اور خدا خوب بہتر جانتا ہے کہ جب جب اسکے متعلق اشتہار دیا گیا مجھے اس کی تکمیل کا پورا خیال ہی رہا لیکن قدرتی طور پر ایسے اسباب پیش آ گئے ہیں کہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اور مجھے اپنے معزز ناظرین سے شرمندہ ہونا پڑا تاہم یہ امر میرے لئے ہمیشہ فخر کا موجب ہی رہا اور میری دلی آرزو ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے توفیق دے کہ میں اس خدمت قرآن کریم کے باعث فخر و نجات کام کو سر انجام دوں۔ جہاں تک میری طاقت اور حق سعی ہے اسکے لحاظ سے میں آجکل تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی تکمیل کے کام میں مصروف ہوں میرا اپنا اندازہ یہ ہے کہ میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے زیادہ سے زیادہ ۳۱- اکتوبر ۱۹۰۴ء تک اس کام سے بالکل فارغ ہو جاؤں گا۔ کاتب لکھ رہا ہے اور پریس چھاپ رہا ہے۔ ساری توفیق چونکہ اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اسلئے اس کی تائید و توفیق کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ پس وہ لوگ جو تفسیر القرآن کے از حد مشتاق اور منتظر ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے توفیق عطا فرماوے۔ مجھے اس امر کے اظہار کی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ یہ پارہ بلحاظ جدید طرز بیان اور طریق ترتیب میں کیسا ہوگا کیونکہ ایک بڑا حصہ اسکا ناظرین کے پاس پہنچ چکا ہے۔ اس پارہ کی تکمیل کے بعد انشاء اللہ ساتھ ہی باقاعدہ سلسلہ کا تیسرا نمبر چھپنا شروع ہو جاویگا کیونکہ اسکا مسودہ طیار ہے اور حضرت حکیم الامۃ اسے عرصہ ہوا دیکھ چکے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں نے اتنی ترمیم کر دینی مناسب سمجھی ہے کہ اسکی تقطیع ۱۷×۲۷ کے نصف کی بجا ۲۲×۲۹ کے ۸ پیجی کے برابر کر دونگا اور بجائے دو جز کے اڑھائی جزو کر دیا جاوے گا انشاء اللہ العزیز۔

مرتب تفسیر القرآن

قرض

کسی سے قرض لینا گویا اس سے محبت قطع کرنا ہے قرضدار قرض خواہ کی نظروں میں ذلیل و حقیر معلوم ہوتا ہے اور کبھی کبھی قرضدار کو قرض خواہ کی زبان سے خفیف ہوانے کلمات سخت پڑتے ہیں مگر اس کا جواب دینے سے صرف اس وجہ سے معذور ہو جاتا ہے کہ قرضدار ہے اور خاموشی کو اپنی پشت پناہ سمجھتا ہے بازاروں میں قرضدار آزادی کے ساتھ نہیں جا سکتا نہ کہیں میلوں ٹھیلوں میں اطمینان کے ساتھ سیر کر سکتا ہے کیونکہ ہر وقت اسے یہی کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں میرا قرضخواہ نہ مل جائے اور چار دوستوں کے سامنے ذلیل کرے قرض دار کی حالت نہایت قابل رحم ہوتی ہے جن دوستوں کے یہاں روزمرہ آمد و رفت رہتی ہے دلچسپ جلسے ہوا کرتے ہیں قرض داران صحبتوں سے لطف نہیں اٹھا سکتا کیونکہ اوسے خیال ہوتا ہے کہ کہیں میرا قرض خواہ اس رنگین طبیعت دوست کا دوست نہ ہو اور اگر اوس نے میری قرضداری کا معاملہ اس سے کہدیا ہوگا تو بھرے جلسہ میں ذلت اٹھانا ہوگی منہ پر عرق آجائیگا ساری شیخی کرکری ہو جائیگی پھر ان لوگوں کو کبھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہونگا۔ اس لئے قرضدار اکثر گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے ملنے جلنے کو تنفر ظاہر کرتا ہے اور اپنے مکان پر بھی کسی دوست سے ملاقات کرنا اس کو اچھا معلوم نہیں ہوتا اپنے نوکروں سے وہ کہ دیتا ہے کہ دیکھو اگر کوئی شخص ہماری ملاقات کو آئے تو یہ کہدینا کہ میاں اس وقت مکان میں موجود نہیں ہیں قرضدار تنہائی میں بیٹھ کر بھی کوئی مفید کام کر نہیں سکتا کیونکہ وہ ہر وقت دل ہی دل میں خیالی پلاؤ قرضہ کے ادا کرنے کے واسطے دل میں پکایا کرتا ہے اکثر لوگوں کو ایسے ہی ایسے افکار میں مبتلا ہو کر سل و دق کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے اور اپنی تندرستی کو ہاتھ سے دھو بیٹھتے ہیں اور قرضہ کا بوجھ اپنے لواحقین پر دھر جاتے ہیں۔ قرضدار دروغگوئی کا بھی عادی ہو جاتا ہے۔ جب ایک قرض دار کو تقاضا کرتا ہے تو اس سے وعدہ کرتا ہے کہ فلاں تاریخ کو تمہارا قرضہ ادا کر دونگا جس سے قرض خواہ کے دل کو کچھ اطمینان ہو جاتا ہے مگر جب مہینہ کی ۱۵ آتی ہے تو قرض دار مکان پر موجود نہیں ہوتا۔ بلکہ اندر ہی سے بیٹھے بیٹھے حوالے کر دیتا ہے کبھی مکان پر موجود ہی نہیں ہوتا۔ اگر کبھی اتفاق سے موجود بھی ہوتا ہی ہے تو بیمار بن جاتا ہے اور کہدیتا ہے کہ میں باہر آنے سے معذور ہوں قرض خواہ مایوس ہو کر چلا جاتا ہے۔ قرضدار اشد ضروری کاموں کے واسطے پوشیدہ راستوں سے بازار جاتا ہے مگر اتفاق سے کوئی قرض خواہ اسی راستہ میں دور سے نظر پڑ گیا تو فوراً قرض دار کا منہ زرد پڑ جاتا ہے جسم پر پسینہ آنے لگتا ہے قلب کی حرکت تیز ہو جاتی ہے چلنے میں پیر لڑکھڑانے لگتے ہیں ہاتھ اور پیروں کی انگلیاں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں ہوش و خرد باختہ ہو جاتے ہیں جب خدا خدا کر کے قرض خواہ قریب آجاتا ہے تو قرض دار قبل اس کے کہ قرض خواہ کوئی لفظ منہ سے نکالے بڑی متانت سے سلام کرتا ہے اور خوب لمبے چوڑے جملوں سے مزاج پرسی کرتا ہے اور دریافت کرتا ہے کیوں جناب بتلائیے تو سہی کہ آپ کا کتنا روپیہ ہے مجھے تو یاد نہیں رہا اور میں تم ہی کو معاملہ صاف کر دو تا سب حساب کیا ہوا رکھا ہے صرف تعداد معلوم نہ ہونے کی وجہ سے معاملہ تعویق میں پڑ گیا اور یہ کہکر انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔ فوراً نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ قرض خواہ کو اتنا موقع نہیں دیتا کہ وہ کوئی لفظ تقاضا کا زبان سے نکالے بعض قرضخواہ خصوصاً مہاجن بڑے بیباک ہوتے ہیں عدالت میں رجوع کر دیتے ہیں تو پھر قرضدار کا اعتبار گورنمنٹ کے سامنے سے بھی جاتا رہتا ہے۔ خدا قرض سے پناہ میں رکھے حاصل کلام یہ ہے کہ قرضدار کے دل کو کسی وقت اطمینان نہیں رہتا وہ ہر وقت پریشانی کے عالم میں بدحواس سا رہتا ہے زندگی اس کے سر پر صرف ایک بوجھ بار ہوتی ہے ذکری نقل کا میوہ اوسکو بیلا معلوم ہوتا ہے دلکش کہانے میں مزہ آتا ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ اسکی قوت ذائقہ ہی تشریف لے جاتی ہے قرض دار کی طبیعت زرد رنگ ہو جاتی ہے ذرا سے کھٹکے پر اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے نتیجہ اس ساری تحریر کا یہ ہے کہ قرضدار مخلوق خدا کی نظروں میں ذلیل حقیر مفلس قاطع محبت دروغگو بے شرم ثابت ہوتا ہے رب العالمین اس مہلک مرض سے ہر شخص کو بچائے۔

(سول اینڈ ملٹری نیوز)

آرمینیا کی مسلمان کردی عورتیں

اخبار ملٹری ڈائجسٹ رقمطراز ہے کہ شہر وینا میں ایک لیڈی ڈاکٹر مسی مارگریٹ نے آرمینیا کی مسلمان کردی عورتوں کی حالت پر ایک لیکچر دیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ گھروں کی اکثر چیزیں عورتوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ عورتیں ہی دور دور دراز سفر پر جا کے ریشم کے کیڑے جمع کرتی ہیں۔ سوت کاتتی ہیں۔ اور کپڑوں کے رنگنے میں بڑی مشاق ہوتی ہیں۔ وہی جنگلوں میں جا کر مختلف رنگ تیار کرنے کیلئے پھول لاتی ہیں۔ ان باتوں سے مرد محض ناواقف ہیں۔ ان عورتوں میں ورزش جسمانی پائی نہیں جاتی ہے۔ ان کے مردوں کا یہ کام ہے کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے ہیں اور ان کے فروخت سے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ غریبوں کے اہل و عیال کی حالت بہت خراب ہے جنکی عمر فاقہ کشی میں گذرتی ہے باوجود اس غربت کے وہ اپنے بچوں کی بڑی پرورش کرتے ہیں۔ والدین اپنی لڑکیوں سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اور انکی نسبت یہ اون کا عام مقولہ ہے کہ لڑکیاں گلاب کی کلیاں ہیں جو بغیر کامل غور و پرداخت کے ہرگز نشو و نما نہیں کر سکتی ہیں۔ اس قوم کے مرد اپنی بہنوں کے ساتھ بڑی محبت کرتے ہیں اور ہمیشہ ان کے معین اور مددگار ہوتے ہیں۔ جب ان کی لڑکیوں کی شادی ہوتی ہے۔ تو اس کے اخراجات کا کل بار نوشاہ کی گردن پر پڑتا ہے۔ دولہن کے کپڑے دولہا ہی بنواتا ہے۔ گھر میں بیوی یا بیوی کی ماں کا پورا اختیار ہوتا ہے۔ اور تمام گھر کے آدمیوں کو اسکی اطاعت کرنی پڑتی ہے۔

یہ لیڈی ڈاکٹر مسلمان کردی عورتوں کی نسبت بیان کرتی ہے کہ وہ بڑی بہادر ہیں آلات حرب کا استعمال خوب جانتی ہیں گھوڑے کی سواری میں شہسوار ہیں۔ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہیں تو اپنے بچے کو پیٹھ سے باندھ لیتی ہیں۔ فن شہسواری میں وہ ایسی کامل ہیں کہ بڑے بڑے ماہر فن سواران کے آگے کان پکڑتے ہیں۔ باوجود امور خانہ داری میں مصروف رہنے کے وہ اپنے مردوں کی قوت بازو ہیں۔ اتفاقاً جب کوئی عورت چوروں کے نرغہ میں گھر جاتی ہے تو وہ بڑی جوانمردی کے ساتھ ان سے مقابلہ کرتی ہے۔ ان مردوں کو بڑی نظر حقارت سے دیکھتی ہیں۔ جو میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں۔ جب کوئی مرد کسی کنواری لڑکی سے شادی کی درخواست کرتا ہے تو لڑکی یہ سوال کرتی ہے کہ تم نے کتنے قافلے لوٹے اور کتنے گھوڑے اور ہتھیار چھینے ہیں۔

طبعی حکماء یورپ کے معجزہ پیغمبر خدا احمد مصطفےٰ صلعم

حکمائے یورپ کی دقیق تحقیق سے واضح ہوا ہے کہ اجسام طبیعیہ و موالید ارضی خصوصاً جمادات وغیرہ میں یہ خاصیت ہے کہ انسانی کردار و حیوانات کے حرکات و آواز جو ان کے متصل و اندر واقع ہو رہے ہیں وہ انہیں خود بخود منقش ہوتے رہتے ہیں مثلاً سنگ خارا وغیرہ جو کہ تراشے جاتے ہیں اور اونچی اونچی عمارتیں کہ بنائی جاتی ہیں اور گھروں میں جو کچھ ہوتا ہے از قسم موت و حیات و بیماری و تندرستی اور شادی اور دعوت کے جلسے اور فسق و فجور و عبادات اور آپس کی گفتگو وغیرہ وغیرہ جو واقعات مختلط بلفظ ہوتے رہتے ہیں وہ سب ان مکانات کی در و دیوار میں منقش ہو جاتے ہیں پیغمبر خدا علیہ السلام کا یہ معجزہ ہے جسکی تصدیق خداوند تعالیٰ نے حکمائے یورپ کرا دی ہے کیونکہ حکمائے یورپ پر جو راز اب بذریعہ آلات و اسباب کھلا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو سال قبل ازیں بذریعہ وحی خدا اظہار فرما گئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جس مقام پر کسی شخص نے کوئی نیک کام کیا وہ مقام اوس کے لئے قیامت کو شافع ہوگا یعنے اوس کے نیک کام کا گواہ ہے گا اور جس مقام پر کسی نے کوئی بدکام کیا وہ مقام اوس کے لئے دوزخ کا طالب رہے گا۔ (کیونکہ اسکے میں افعال و اقوال بطور گواہ منقش رہتے ہیں) اس پر محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ جس مقام پر کسی شخص سے کوئی بدی سرزد ہو جاوے وہاں نیکی کرکے اوس کا تدارک کر لے۔

امداد مدرسہ تعلیم الاسلام

اس وقت مدرسہ کی حالت از حد محتاج امداد ہے۔ اس واسطے بخدمت جمیع برادران عرض ہے کہ مدرسہ کا جو چندہ کسی صاحب کے نام بقایا ہو وہ جلد ارسال فرماویں۔ اور علاوہ اس کے گذشتہ عطیہ سے مدد دیں۔

حضرت کا حکم ہے کہ سب احمدی ممبر مدرسہ کا چندہ دیں اور جو نہ دے سکیں وہ اپنے لنگر کے چندے کا چوتھا حصہ کاٹ کر مدرسہ میں دیدیں بہرحال مدرسہ کا چندہ حسب الحکم حضرت ضروری ہے۔ یاد رہے۔ کہ تمام چندے بنام مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام روانہ کرنے چاہئیں۔ حضرت کے نام روانہ کرنا بوجہ اس کے کہ اسمیں حضرت کو تکلیف ہے اور کسی خاص شخص کے نام بھی نہوں۔ والسلام

محمد صادق عفی اللہ عنہ قائم مقام ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

مرآة الجہاد

اس نام کی ایک دلچسپ عجیب در جامع کتاب مسئلہ جہاد پر گذشتہ الحکم میں چھپ چکی ہے اس کے مولف جناب مکرم بھائی سید وزارت حسین صاحب مونگھیری میں سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ مسئلہ جہاد کو مختلف پہلوؤں سے بحث کرکے اور اس مسئلہ پر جس قدر اعتراض مخالفوں نے کئے ہیں ان کا جواب قابلیت کے ساتھ دیا گیا ہے میں جس قدر کتابیں [illegible] آریہ [illegible] مسئلہ جہاد کا دندان شکن جواب [illegible] اشاعت میں اس کتاب کو مضامین کی [illegible] دین [illegible] ۱۶ [illegible] یہ کتاب چھپ گئی ہے [illegible] پریس میں جا چکی ہے [illegible] فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے [illegible]

ہمارے تعلیم یافتہ مسلمان اور اسلام

از ماست کہ بر ماست

ہر کسے از دست غیر نالہ کنان
سعدی از دست خویشتن فریاد

دنیا میں جب کسی غافل و سست قوم کی شامت اعمال سے ایام نکبت و ادبار نمودار ہوتے ہیں تو وہ تلافی مافات و آئندہ احتیاط کیلئے غریق مضطرب کی طرح ہر تنکے کا سہارا ڈھونڈتی ہے وہ صلح جوئی و تدابیر صائبہ کے نہ ملنے سے حیران و پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہیں۔ ہے ایسے موقعہ میں کون کہہ سکتا ہے کہ جس قوم کا ایسا حال ہو اوس کے ہر فرد بشر فی الدنیا کی تدابیر و عنایات و آراء میں درست اور خواہ مخواہ قابل عمل و راہ دوا کرتی ہیں آجکل یہی حال اہل اسلام کا ہے۔ قرآن کریم جب سے ہزاروں برسوں کی بگڑی ہوئی اقوام کو سنوارا اور اس پر عمل کرنے سے اون کے دینی و دنیاوی سالات اپنے درست و صاف اور اونکی لمٹری و سول تدابیر ایسی صائبہ و صحیح تھیں جنکو سلاطین و شاہنشاہان دنیا دیکھکر داد تحسین و آفرین دیتے تھے۔

خداوند تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آویگا کہ اہل اسلام قرآن کریم کے احکام و قوانین کو ترک کر دینگے اور ان پر ایام نکبت و ادبار نمودار ہونگے اور ان کے ہر فرقہ کی جداجدا رائیں و عندیات ہونگی یہ وہی زمانہ ہے جسمیں ہم ہیں یہ زمانہ مصلح وقت و امام ہمدرد کا سخت مستقاضی ہے اور بزبان حال بلند پکار کر کہہ رہا ہے

معصلے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

آجکل بعض کہتے ہیں کہ عورت کیلئے پردہ کی ضرورت نہیں اور تجارتی معاملات میں سود لینا جائز ہے کثیر الازدواجی نامشروع و نا موزون ہے وغیرہ وغیرہ اور بعض اشخاص نئی روشنی کے دلدادہ کہتے ہیں کہ تقسیم وراثت کا قانون جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے وہ موجودہ زمانہ کے موافق نہیں اوسمیں ترمیم و تنسیخ کیجاوے۔

چنانچہ ہندوستان و پنجاب کے اسلامی و مخالفان اسلام انگریزی و اردو اخبارات نے ان مضامین کو بکثرت لیا ہے اور انپر رائے زنیاں ہو رہی ہیں بلکہ علی ہذا القیاس علیگڈھ کالج کی تعلیم یافتہ پارٹی اور ان کے ہم خیال انگریزی ریفارمرون کی تعداد جو اس قسم کے خیالات رکھتے ہیں روزانہ ترقی میں ہے۔ قرآن کریم نے کامل و مکمل احکام و قوانین ابدالآباد کیلئے تاقیام قیامت نوع انسان کی بہبودی کیواسطے پیش کئے ہیں جنکو اقوام غیر مذاہب نے بھی بے بدل و مفید سمجھکر پسند کیا اور

اون سے مستفیض ہوئے۔ مخالفان اسلام جو کچھ اعتراضات کی بوچھاڑ و حملے اسلام پر کر رہے ہیں وہ اب کسی متنفس سے پوشیدہ نہیں اور اسلام کا اندرونی خیر خواہوں کا یہ حال ہے کہ بدست خود اس کو بگڑ کر مخالفوں کے ہاتھوں میں مار پیٹ کیلئے دیتے ہیں۔ الہی الامان کیا اب مجدد اسلام و مسیح موعود کی ضرورت اس زمانہ میں ہمارے خواہان و محسوس نہیں کرتے

آسمان بارد نشان الوقت می گوید زمین
این دو شاہد از پئے من نعرہ زن چون بیقرار

بریہ نشان حالات اسلام خیط المستعیر

تعبیر الرؤیا

میرا خواب اور اسکی تعبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
اخی مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جماعت کے لوگوں سے آپکی تعریف تعبیر خواب کی نسبت سنا ہی کرتا تھا گو الحکم نے اسکی تصدیق کر دی۔ مجھکو آج رات ایک خواب آیا ہے جس کی تعبیر کا میں بڑا مشتاق ہوں براہ مہربانی تعبیر جلدی بھیجئے گا وھو ھذا - میں ایک ایسی جگہ میں ہوں جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی لوگ کسی تقریب پر بکثرت جمع ہیں ایک پرانی مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہے وہاں ایک مولوی صاحب پورانے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ وقت نماز سمجھکر میں نے تنہا نماز شروع کر دی چونکہ وہ سامنے سے گذر رہا تھا اس لئے میں آہستہ دیکھتا تھا اور بہت سے لوگ دیکھتے تھے مگر نہ تو وہ خود بند ہوتا تھا اور نہ لوگ ہی اوسے روکتے تھے آخر میں نے سلام پھیر دیا اور اسے پکڑ کر تھانہ میں لیجا کر پولیس کی سپرد کر دیا اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں تہجد کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔ براہ مہربانی تعبیر سے مطلع فرمائیگا۔ والسلام
خاکسار ابو عبداللہ غلام محمد سیالکوٹی انکسار مدرسہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
مخدومی اخویم منشی غلام محمد صاحب۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور سے گورداسپور تشریف لائے ہیں۔ یہ عاجز آنجناب کی خدمت میں حاضر ہے۔ آج کل تاریخ فیصلہ کے واسطے مقرر ہے۔ دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ لوگ متفرق خبریں اڑاتے ہیں۔ مگر جو خبر خدائے عالم کی طرف سے اپنے بندے کو ملی ہے وہ یہ ہے۔ اِنِّی مَعَ الرَّسُوْلِ فَقَط

آپ کا جوابی کارڈ قادیان سے واپس ہو کر اسجگہ گورداسپور میں ملا - میرے نزدیک آپ کے خواب پرست غور کیا ہے۔ میرے نزدیک وہ آپکے حق میں اچھا ہے۔ اور اسکی تعبیر میرے نزدیک اسطرح ہے ہے ۔ پرانی مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہے۔ پرانا مکان بوسیدہ ہو کر اصلی خوبصورتی اور حسن گر جاتا ہے اور اسکی وہ حالت نہیں رہتی جو ابتدا میں تھی یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام کی حالت بسبب مرور زمانہ درست نہیں رہی بلکہ بہت سی قباحتیں اسمیں پیدا ہو گئی ہیں جو قابل اصلاح اور قابل درستی ہیں اسمیں لوگوں کا اجتماع ہے - یعنی قوم کا اجماع اوسی بوسیدہ اور خراب حالت پر ہو گیا ہے چنانچہ عام اجماع امت کا اس وقت تھوڑی پر نہیں - بلکہ رفتہ رفتہ جزوی بیان مسائل دینیہ میں پڑ گئی ہیں انہیں پر مضبوط ہو بیٹھے ہیں اور انکی تجدید نہیں کرسکتے لائے کپڑے پہنے ہوئے ہیں - یعنی علما کی حالت ردی اور خراب ہے۔ ان کا دین پاک اور صاف نہیں رہا۔ اسمیں میل کچیل اور رخنہ اندازی بہت بڑھ گئی ہے۔ آپ نے سمجھا کہ وقت نماز ہے اور خوب سمجھا۔ بیشک یہ وقت ایسا ہے کہ توجہ الی اللہ میں مصروف ہونا چاہئے۔ ورنہ تباہی کا خوف ہے۔ آپ نے سورہ الحمد پڑھی۔ یعنی سورہ فاتحہ کی طرف خاص توجہ کی۔ اور اس پر عمل کیا۔ اس سے اشارہ ہے کہ آپ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ سورہ الحمد کے ساتھ ہمارے امام احمد کو خاص مناسبت ہے۔ چنانچہ آپنے تین مستقل تفسیریں سورہ الحمد کی لکھی ہیں اور ہمیشہ اپنی ہر تقریر میں سورہ الحمد کا خاص ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور سورہ الحمد میں اس زمانہ کے متعلق اور اس مسیح کی آمد کے متعلق پیشگوئی بھی ہے۔ اور میں نے پہلی کتب مقدسہ میں پڑھا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی میں اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کتاب ہوگی۔ جسکا نام فاتح ہوگا۔ جسکی سات آیتیں ہونگی۔ غرض الحمد پڑھنے سے یہ مراد ہے کہ آپ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ کوئی شخص معترض ہے آپکی قسیس کاٹتا ہے وہ کوئی منافق رفیق ہے جو آپکے دین میں رخنہ ڈالنا چاہتا ہے۔ آپ نے اوس کو پکڑ لیا اور تھانہ میں لے گئے۔ یعنی آپنے اوسکی مخالفت کا ایسے طور سے انتظام کیا کہ وہ اپنی کوشش میں نامراد ہو کر ایسا ہو گیا کہ گویا تباہی نہ دینی کا تعدم ہو گیا۔ خواب کے آخری حصہ میں کسیقدر ابتلا ہے جس کے واسطے دعائے مغفرت اور کچھ صدقہ دینا چاہئے۔ باقی خیر ہے۔ والسلام۔
جو میرے خیال میں آیا عرض کیا۔ والعلم عند اللہ
آپ کا خادم محمد صادق۔

رویا تعبیر طلب

میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک کمیت رنگ گھوڑے پر سوار ہوں - کوئی صاحب اسکی تعبیر لکھیں - ایک احمدی۔

مقدمات کا آخری فیصلہ عدالت ابتدائی میں

قریباً دو سال کی لمبی دوڑ کے بعد ان مقدمات کا جو عدالت گورداسپور میں دائر تھے عدالت ابتدائی میں فیصلہ ہو گیا

مقدمہ زیر دفعہ ۴۲۰ و ۵۰۰ بنام کرم الدین جو ۴ ماہ اگست سنہ ۱۹۰۳ء کو ختم ہو چکا تھا اس کا حکم ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء کو سنا دیا گیا مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین و فقیر محمد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارا جرم ثابت ہے اور تمہارے مقدمات غلط۔ اس لئے کرم الدین پر ۵۰ روپیہ جرمانہ - بصورت عدم ادائے جرمانہ دو ماہ قید محض۔ اور فقیر محمد پر ۴۰ روپیہ جرمانہ بصورت عدم ادائے جرمانہ ڈیڑھ ماہ قید محض۔ اور حضرت اقدس کے خلاف جو مقدمہ تھا۔ اسمیں بھی مجسٹریٹ صاحب نے اسی تاریخ کو فیصلہ سنا دیا۔ حضرت اقدس کے خلاف پانسو روپیہ اور حکیم فضل الدین صاحب کے خلاف دو سو روپیہ جرمانہ کیا جو اسی وقت دیا گیا۔

مقدمہ حضرت اقدس کے متعلق بظاہر یہ خبر دلشکن ہوگی۔ لیکن ہمارے ناظرین خصوصاً ہمارے احمدی احباب جو سنن الہیہ سے واقف اور سیرۃ الانبیاء سے خبردار ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی حمد و ستائش کرتے ہوئے صبر کے ساتھ آخری فیصلہ کا انتظار کریں۔ جو عدالت عالیہ سے ہوگا۔

اسوقت عدالت ابتدائی کی کارروائی ختم ہوئی اور چونکہ ابھی مقدمہ عدالت اعلیٰ میں جانیوالا ہے۔ اس لئے اس فیصلہ پر ہم کسی قسم کا ریمارک کرنا اپنے فرض کے خلاف سمجھتے ہیں۔ مخالفین اپنی عادت کے موافق مختلف قسم کی افواہیں اڑائیں گے لیکن اس سے زیادہ کوئی امر نہیں ہے۔ جو ہم نے لکھدیا ہے۔

طاعون موسم کی برودت کے ساتھ طاعون کی شدت ہندوستان و پنجاب میں بڑھتی جاتی ہے ہفتہ پیوستہ میں اموات کا شمار ۳۴۳۲ تک جا پہونچا ہے جو اس سے پہلے ہفتہ کی نسبت قریباً دو ہزار بڑھا ہوا ہے۔

اس کا اصلی علاج - تقویٰ، دعا و استغفار و عجز و انکسار بحضرت خداوند غفار اور اوس نسخہ ایمان و العمل کو استعمال کرنا چاہئے جو حضرت امام الہمام مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے اپنی کتاب کشتی نوح میں اپنی جماعت کیلئے آگے پیش کیا ہے۔

ایک مسلمان کی گھبراہٹ

اخبار بھاری مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۳ء
میں کسی .... عبدالرحیم نام کی
طرف سے مندرجہ ذیل اعتراضات شائع
ہوئے ہیں ہم اول اعتراضات کو نقل کر کے
پھر ان کے جوابات بترتیب شائع کرتے
ہیں عرصہ سے برائے نام مسلمان ہوں۔ باوجود
بہت سے مذہبی مسائل کے مذہب اسلام سے میری
تسلی نہیں ہوئی۔ اور کئی ایک رکاوٹیں پیش آئی
ہیں۔ جس سے دل نہایت بیقرار ہو رہا ہے۔ کئی دفعہ
بعض مولوی صاحبان اور دیگر مسلمان بھائیوں
سے عرض کیا گیا۔ جس سے بجائے عقدہ اور الجھن
پر تیار ہو جانے کے کوئی تشفی بخش جواب نہ ملا۔
اور جب کسی مسئلہ پر ان کو قائل کیا گیا تو یہ کہہ ٹال
دیا کہ "شرع مبارک میں تمہاری عقل نہیں پہنچ
سکتی ہے" لیکن ان باتوں سے دل کو کیا تسلی
ہو سکتی تھی۔ آخر میں یہی بن آیا کہ دلی خیالات کو
کسی اخبار میں درج کرا دیا جائے شاید کوئی صاحب
تو جواب تسلی بخش جواب دیں۔ جس سے دل کو تسکین ہو
مذکورہ بالا خیالات میں سے چند ایک یہ ہیں

(۱) اسلام میں نجات کس طرح ہوگی۔ اور نجات
شدہ آدمی کہاں رہیں گے۔ وہ جگہ کتنی دور ہے
اور کس جگہ واقع ہے۔ نجات شدہ لوگ مجسم ہوں گے
یا غیر مجسم۔ انکی سب سے بڑھکر خوشی کیا ہوگی۔
کیونکہ میں نے جہانتک اسلام کی کتابیں مطالعہ
کی ہیں یہی پایا جاتا ہے کہ نجات میں حور، غلمان
اور شراب سے بڑھکر کوئی خوشی نہیں ہوگی۔
اگر واقعی یہی ہے تو اس میں سوائے شہوت
پرستی اور نفسانیت کے اور کیا ہے۔

(۲) نماز پانچ وقت کی بجائے ایک وقت کیوں
نہیں پڑھی جاتی۔ پانچ وقت پڑھنے کا کیا
فائدہ ہے۔ حالانکہ وہی مطلب ایک دفعہ پڑھنے
سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بار بار قواعد پڑھنے
میں کیا فلاسفی ہے۔ کیا ہم کو خدا کی عبادت نہیں
ہو سکتی۔

(۳) روزہ رکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور اگر
اسمیں کوئی علمی فائدہ ہے۔ تو ایک خاص مہینے
میں روزے رکھنا کیا معنے رکھتا ہے۔

(۴) بموجب علم طب کے ایک آدمی ایک وقت
میں ایک سے زیادہ عورتیں نہیں رکھ سکتا۔
لیکن اسلام میں ایک وقت میں چار عورتیں
رکھنے کا حکم ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے خود
نمونہ بنکر دکھلایا ہے نہیں۔ بلکہ اپنے فرمان سے
بھی دکھا کر دکھایا۔ اسمیں کیا بھید ہے۔

(۵) قرآن شریف کا حکم ہے کہ لا تتحرک
ذرۃ الا باذن اللہ (یعنی خدا کے حکم کے
بغیر ایک ذرہ تک نہیں ہلتا) تو کیا جو گناہ یا ثواب
ہم کرتے ہیں۔ یہ سب خدا کی طرف سے ہیں یا کچھ اور

(۶) کہتے ہیں کہ اسلام میں بت پرستی ناجائز ہے
تو حاجی لوگوں کا حضرت صاحب کی قبر کے گرد طواف
کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ اور جہانتک مجھے معلوم
ہے حج کا مقصد بھی یہی ہے۔

(۷) حدیث شریف میں مسلم سے روایت ہے
کہ چند صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے بلکہ
واجب (اول) کسی مسلمان کی آبرو بچانے
کیلئے (دوئم) اپنے گناہ چھپانے کیلئے (سوئم)
دو آدمیوں میں صلح کرانے کیلئے (چہارم) دشمن
کو دھوکا دے کر مارنے کیلئے (پنجم) شوہر اپنی
زوجہ کے رضامند کرنے کیلئے۔
اور امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب
کسی بات میں فائدہ ہو تو جھوٹ جائز ہے۔

جوابات متعلق سوالات نمبر اول و دوم و سوم و چہارم

طریق نجات و فرقہ ناجیہ کا حال سورہ بقر کے ابتدائی
آیات میں جہاں سے قرآن کریم شروع ہوتا ہے
مفصل مذکور ہے پس جو شخص طالب نجات ہو وہ
اس طریق کو اختیار کرے تو اس کا نتیجہ نجات ہوگی
دنیا میں یہی ایک کتاب ہے جس نے شروع ہی میں
مسئلہ نجات کو حل کر کے دکھایا ہے اس کتاب میں
دعویٰ کیا گیا کہ اس میں کوئی بات قابل شک و شبہ
نہیں یعنے اس کتاب میں طریق نجات کو بار بار ایسا
مفصل و مبین و ظاہر کیا گیا ہے کہ طالب نجات کو
اس کتاب کے بتائے ہوئے طریق پر چلنے سے
حصول نجات میں بالکل کوئی امر قابل شک و شبہ
والتباس باقی نہیں رہتا اور وہ خود متیقن و
مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کی پیروی سے داخلی
فرقہ ناجیہ میں انسان داخل ہو جاتا ہے۔
اب ہم سورہ بقر کی ابتدائی آیات مع ترجمہ لکھتے
ہیں جنمیں فرقہ ناجیہ و طریق کا ذکر ہے۔
الٓمٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ
هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ
وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ
وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ
مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِكَ
عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جسکی بابت اگلی
کتب و صحف منزلہ الہیہ میں خبر دی گئی ہے کہ آخر
زمانہ میں گمگشتگان تیہ ضلالت کیلئے وہ ہادی ہوگی
اور بیان طریق نجات کے بارے میں اس کتاب
میں کوئی امر قابل شک و شبہ نہیں بلکہ طریق نجات مفصل
و مشرح بیان کیا گیا ہے **خدا ترس آدمی**
جو متقی بننا چاہے اور طریق نجات ڈھونڈتا ہے
اس کے لئے یہ کتاب سیدھا راہ نجات بتاتی
ہے۔ مگر طالب نجات کیلئے لازم ہے کہ اس کا
پہلا قدم ایمان بالغیب ہو جس شخص نے ایک
مقام کو کبھی دیکھا نہ ہو اور کسی مقام سے اوس
مقام کی طرف جاتا ہو اسکو کبھی واقف لوگ کہنے پر اوس
مقام کی طرف ریلوے وغیرہ کے ذریعہ روانہ ہونا
پڑیگا لاکھوں در لاکھوں مخلوق موجود ہے جو بذریعہ ممالک
و شہروں میں راہ شناس آدمیوں کے کہنے سے
جا پہنچے ہیں جن لوگوں کو ممالک شرقیہ سے ممالک
غربیہ یعنے امریکہ کو جانا ہوا اون کو جہازوں میں
بسا اوقات شرقی سمندروں کا سفر کرنا پڑتا ہے
اور بالآخر مغرب میں یعنے امریکہ میں جا پہنچتے ہیں
جبکہ دنیا میں ہی ایمان بالغیب کے سوا شہروں
اور ممالک ندیدہ کا سفر نہیں ہو سکتا بلکہ دوسروں کے
کہنے پر چلنا پڑتا ہے تو آخروی راہ پر چلنے
کیلئے انبیاء اور رسولوں کی تقلید بالاولی انسب
ہوگی ایمان بالغیب حصول کمالات و نور مرام اور
ساری مرادوں کی کنجی ہے۔ **وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ**۔ فرمایا کہ جو لوگ طالب نجات ہیں
وہ اوقات مقررہ پر نماز یعنے التجا بحضرت ایزدی
کرتے رہتے ہیں جیسا کہ جسم کی تقویت کیلئے
بار بار غذا کی ضرورت پڑتی ہے ایسا ہی روح
کی صحت و صفائی و تقویت کیلئے نماز یعنے
روحانی غذا کی ضرورت انسان کو بالاولی ہو
تعجب ہے کہ سائل کہتا ہے نماز ایک ہی وقت
کیوں نہ مقرر ہوئی۔
ہم سائل سے عرض کرتے ہیں کہ تم ہفتہ میں
ایک ہی دن روٹی کھا لیا کرو۔ کفایت بھی ہوگی اور
جسمانی قوت کا بھی حال ملاحظہ ہو جاوے گا۔
اگر اجسام فانیہ کو تر و تازہ رکھنے و تقویت کیلئے
دن میں کئی کئی بار غذا کھاتے ہیں اگر روحانی
غذا کیلئے رات دن میں پانچ وقت مقرر ہوں
تو کیا حرج ہے۔ صبح و شام کے مبارک وقتوں
میں تمام اقوام نے خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا
فرض کی ہے مگر سائل اب صرف ایک ہی کہنا
چاہتا ہے تجربہ و مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے
کہ تغیر اوقات کا اثر جیسا جسم پر واقع ہوتا ہے
ایسا ہی روح پر بھی ہوتا ہے اسلئے تغیر اوقات
میں خداوند تعالیٰ نے انسان کو حکم فرمایا کہ وہ
ان اوقات متغیرہ و مقررہ میں اوس لایزال لا
متغیر ذات کے حضور میں ملتجی ہو کر روحانی تقویت
کیلئے روحانی غذا طلب کرتا رہے۔ اگر نماز کے
اوقات معین و مقرر نہ کئے جاتے تو انسان
لیت و لعل میں کئی کئی ایام غفلت میں گذار دیتا
اور دنیاوی اشغال کے باعث اسکی نماز کی
کبھی نوبت ہی نہ آتی۔ جب انسان کیلئے کسی کام
کا مقررہ وقت میں ادا کرنا حکماً لازم ٹھہرایا جاوے
تو وہ اسکی ادائیگی کے لئے ہر وقت مستعد رہتا
اور مقررہ وقت پر بجا لاتا ہے۔
ایک بزرگ لکھتے ہیں انسانیکہ بنسبت اذکار
و عبادات و اشتغال آوامر الہیہ توجہ اور زیادہ تر
باکل و شرب و خواب باشد فیضان عالم قدس
و خیرات عالم علوی از وجود او منقطع و نام او
بزمرہ بہائم ثبت گردد و نعم قال القائل ع

خواب و خور جز پیشہ انعام نیست
خفتگان را بہرہ از انعام نیست

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ طالب نجات کو لازم
ہے کہ خداداد رزق۔ مال۔ دولت۔ علم۔ قوت
کو خداوند تعالیٰ کی راہ میں صرف کرتا رہے فقرا
و مساکین و یتامیٰ کی ہمدردی کرے اور اسکی
ضعیف مخلوق کی ہر طرح امداد میں کمربستہ رہے
اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ
مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ۔ یعنے مخلوق بمنزلہ اہل و عیال
کنبہ کے ہے پس جو کوئی اوسکی مخلوق سے
بھلا کرے وہ خداوند تعالیٰ کا محبوب ہے

سائل کہتا ہے روزے رکھنے میں کیا فائدہ
ہے سال میں ایک ماہ کے روزے کیوں ہوتے
ہیں ہم کہتے ہیں جس آدمی نے کبھی بھوک و
پیاس محسوس نہ کی ہو اس کو بھوکوں اور پیاسوں
کی ہمدردی کم ہوگی۔ اگر سال میں کم از کم ایک ماہ
تک ہر ایک انسان پر بھوک و پیاس لازم ٹھہرائی
جاوے تو اس کے دل میں غربا و ضعفا کی
ہمدردی کا سبق کالنقش فی الحجر ہو جاوے گا
علاوہ ازیں سال میں ایک ماہ کے روزے گویا
روحانی و جسمانی حالت کیلئے ایک لطیف قسم کا
مسہل تجویز کیا گیا ہے جو مصفی اخلاط جسم و مزکی
روح و مصلح اخلاق ہے ایک خاص ماہ رمضان کے
روزے مقرر کرنے میں وہی راز ہے جو تعین
اوقات نماز میں ہے۔

سائل کہتا ہے نجات یافتہ آدمی کہاں رہیں گے
ہم کہتے ہیں نجات یافتہ آدمی جنت میں رہیں گے
بہشت اور دوزخ۔ جنت و جہنم۔ سرگ و نرگ۔
یعنی دکھ و سکھ کے دو مراتب انسان کی آخروی
منازل ہیں جملہ اقوام عالم کے نزدیک مشہور و معروف
ہیں یہ مسلم شدہ بات ہے کہ جیسا کہ ادویہ مفردہ
و غیرہ معتدلہ کے استعمال سے جسم میں بد اعتدالی
و نقصان کے آثار پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی افعال
بد کے ارتکاب سے روحانی حالت پر افعال کے
مناسب کچھ آثار منقش ہو جاتے ہیں اور جیسا کہ ادویہ
مفرح و معتدلہ کے استعمال سے جسم میں اعتدال
و فرحت کے آثار پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی اعمال
صالح کے بجا لانے سے روح پر اعمال کے مناسب
کچھ آثار پیدا ہو جاتے ہیں اور اس عالم کو گذرنے
کے بعد وہ آثار معتدلہ و غیر معتدلہ عالم برزخ
میں انسان کی جسمانیت و روحانیت میں بحالت
مناسبہ خود متشکل ہو جاتے ہیں اور ان سے انسان
کو دکھ و سکھ محسوس ہوتا رہتا ہے ہم اس مسئلہ
کو دوبارہ بدیگر پیرایہ دوہراتے ہیں مشاہدہ
و تجربہ گواہ ہے کہ جس آدمی کے مزاج میں بلغم
کا غلبہ ہو بظاہر اوس کے منہ سے پانی آتا ہے
اور منہ کا ذائقہ پھیکا۔ رنگت سفید اور کم
پیاس محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب اسکو
دریا اور سیلاب اور گدلے پانیوں کی موجیں
اور نالے و نہریں دکھائی دیتے ہیں اور بسا اوقات
اپنے آپ کو اون میں ڈوبا ہوا گمان کرتا ہے جسکی
مزاج میں صفرا کا غلبہ ہو بظاہر تشنگی و خشکی و زردی
رنگت جسم محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب

جنگ وجدال فتنہ و فساد کے حالات مشاہدہ کرتا ہے جسکی مزاج مین سودا کا غلبہ ہو بظاہر یبوست و کابلی درستی محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب اوس کو تنگ و تاریک مقامات نظر آتے ہین پس جیسا کہ اخلاط کے آثار کا جسم و روح دونون پر منقش ہوجانا مشاہدہ ہو چکا ہو ایسا ہی اعمال کے آثار کا بھی جسم و روح دونون پر پڑ جانا مسلم ہو چکا ہے اور وہی انسان کیلئے آخروی منازل مین دکھ و سکھ کا باعث ہوتے ہین اور وہی اعمال امکنہ و باغات و انہار و قواکہ و نار وغیرہ اشکال مین جسمانی طور پر متشکل ہو جاوینگی۔

دوزخ و جنت ہمین عمل ست فصل

ہرچہ کارے بدروی اے بأجل

سائل کہتا ہے جنت کتنی دور ہے۔

ہم کہتے ہین جنت سے انسان اتنا دور ہو جتنا انسان اعتقادات صحیحہ و اعمال صالحہ اور ان مین خلاق فاضلہ کا ملکہ راسخ ہو جاوے تو اس کیلئے اس دنیا مین ہی جنتی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔

کما قال اللہ تعالےٰ۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ ترجمہ۔ یعنی مرد ہو یا عورت جس نے عمل کئے اچھے اور اس کے اعتقادات صحیح ہون تو ہم اس کو ایک زندگی عطا کرینگے ایسے لوگون کو ہم اون کے اعمال کا بدلہ اچھا دیا کرتے ہین

سائل کہتا ہے کہ جنت و دوزخ مین انسان کی جسم بھی ساتھ ہوگی یا صرف روح ہی کو سکھ و دکھ ملیگا۔

سائل کے اس سوال کیلئے ہم حضرت اقدس مسیح موعود کی تقریر کا خلاصہ درج کرتے ہیں جسمین اس سوال کا مفصل جواب آجاوے گا۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کیلئے پیدا کیا ہے پس جس حالت مین انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقت جسم کے حاصل نہین کرسکا تو کیونکر امید رکھین۔ کہ ان غیر متناہی ترقیات کو جو بعد الموت ہین بغیر رفاقت جسم کے خود بخود حاصل کرلیگا سوان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح کے افعال کاملہ صادر ہونے کیلئے اسلامی اصول کے رو سے جسم کی رفاقت روح کے ساتھ دائمی ہے گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہو جاتا ہے مگر عالم برزخ مین مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کیلئے جسم ملتا ہے وہ جسم اس جسم کی قسم مین سے نہین ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے گویا کہ اس عالم مین انسان کی عملی

حالتین جسم کا کام دیتی ہین ایسا ہی خدا کے کلام مین بار بار ذکر آیا ہے اور بعض جسم نورانی اور بعض جسم ظلمانی قرار دئے ہین جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے تیار ہوتے ہین اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہین۔ انسان کامل اسی زندگی مین ایک نورانی وجود اس کثیف جسم کے علاوہ پا سکتا ہے اور عالم مکاشفات مین اسکی بہت مثالین ہین۔ اگرچہ ایسے شخص کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک معمولی عقل کی حد تک ٹھہرا ہوا ہے لیکن جنکو عالم مکاشفات مین سے کچھ حصہ ہو وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے تیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگہ سے نہین دیکھینگے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھاوینگے۔ غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ مین نیک و بد کی جزا کا موجب ہو جاتا ہے مین اسمین صاحب

تجربہ ہون مجھے کشفی طور پر عین بیداری مین بارہا بعض مُردون کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے

اور مین نے بعض فاسقون اور گمراہی اختیار کرنیوالون کا جسم ایسا سیاہ دیکھا کہ گویا وہ دھوئین سے بنایا گیا ہے غرض مین اس کوچہ سے ذاتی واقفیت رکھتا ہون اور مین زور سے کہتا ہون جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ نورانی خواہ ظلمانی انسان کی یہ غلطی ہوگی اگر وہ ان نہایت باریک معارف کو صرف عقل کے ذریعہ سے ثابت کرنا چاہے بلکہ جاننا چاہیے جیسا کہ آنکھ شیرینی چیز کا مزہ نہین بتلا سکتی اور زبان کسی چیز کو دیکھ نہین سکتی ہے ایسا ہی وہ علوم معاد جو پاک مکاشفات سے حاصل ہو سکتے ہین۔ صرف عقل کے ذریعہ سے انکا عقدہ حل نہین ہو سکتا خدا نے اس دنیا مین مجہولات کو جاننے کیلئے علیحدہ علیحدہ وسائل رکھے ہین پس ہر ایک چیز کو اس کے وسیلہ کے ذریعہ سے ڈھونڈو تب اسے پالوگے۔ ایک اور بات بھی یاد رکھنے لائق ہے کہ خدا نے ان لوگون کو جو بدکاری اور گمراہی مین پڑ گئے اپنے کلام مین مردے کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور نیکو کارون کو زندہ قرار دیا ہے اسمین بھید یہ ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل رہے انکی زندگی کے اسباب جو کھانا پینا اور دشمنون کی پیروی تھی منقطع ہو گئے اور روحانی غذا مین انکو کچھ حصہ نہ تھا۔ پس وہ در حقیقت مر گئے اور وہ صرف عذاب اٹھانے کیلئے زندہ ہون گے اسی بھید کیطرف اللہ جلشانہ نے اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے وَمَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى یعنے جو شخص مجرم بنکر خدا کے پاس آئے گا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے وہ اسمین نہ مرے گا اور نہ زندہ رہیگا مگر جو لوگ خدا کے محب ہین وہ موت سے

نہین مرتے کیونکہ ان کا پانی اور گلوٹی ان کے ساتھ ہوتی ہے یہ برزخ کے بعد وہ زمانہ ہے جس کا نام عالم بعث ہے اس زمانہ مین ہر ایک روح نیک ہو یا بد یا صالح ہو یا فاسق ایک کھلا کھلا جسم حاصل کریگی اور یہ دن خدا کی ان پوری تجلیات کیلئے مقرر کیا گیا ہے جسمین ہر ایک انسان اپنے رب کی ہستی سے پورے طور پر واقف ہو جائے گا اور ہر ایک شخص اپنے جزا کے انتہائی نقطہ تک پہونچیگا۔ یہ تعجب نہین کرنا چاہیے کہ خدا سے یہ کیونکر ہو سکے گا کیونکہ وہ ہر ایک قدرت کا مالک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ ترجمہ۔ طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخر الزمان پر جو کچھ اوتارا گیا ہے اوس پر ایمان لاوے اور اس پیغمبر سے پہلے جو کتابین اور صحیفے سابقہ انبیاء و رسولون پر نازل ہوئے اون کو بھی مانے۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

اور طالب نجات وہ ہے جو پیچھے آنے والی گھڑی یعنے قیامت پر یقین رکھے اور جزا و سزا کا قائل ہو اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ ترجمہ۔ یعنی جن لوگون مین مذکورہ بالا اوصاف موجود ہون وہ لوگ اپنے پروردگار کی سیدھی راہ پر ہین اور وہی لوگ نجات یابندہ اور فرقہ ناجیہ کے لوگ ہین یہی طریق نجات کا جو اسلام نے پیش کیا ہے یہ راستہ کیا صاف اور سیدھا ہے طالب نجات کو لازم ہے کہ وہ اپنی عقل کو الہام و وحی الٰہی کے ماتحت چلاوے ورنہ بہک جائیگا۔

سائل کہتا ہے اہل جنت کیلئے سب سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی۔

ہم کہتے ہین سب سے بڑھکر اہل جنت کی خوشی کا موجب و مدار الٰہی اور حصول رضائے ایزدی ہوگی۔ لقولہ تعالیٰ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ۔ یعنی خدا تعالیٰ کی رضامندی سب خوشی سے بڑھکر ہے۔

سائل آخروی جنت کی نعماء پر اعتراض کرتا ہے

ہم کہتے ہین نعماء جنت جن کا وعدہ خداوند تعالیٰ نے مومنون کیلئے فرمایا ہے وہ دنیا کے دنیا کیطرح نہین ہونگی بلکہ نعماء آخروی کے بارے مین یون وارد ہے اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ یعنی صالح بندون کیواسطے ایسی نعمتین تیار کیگئی ہین جنکو انسانی آنکھون نے نہین دیکھا اور انسانی کانون نے نہین سنا اور کسی انسان کو دل پر اون کا کبھی نقشہ و خیال گذرا ہے آخروی نعمتین اس دنیا کی نعمتون کا نمونہ ہیں

سائل کہتا ہے حور و غلمان وغیرہ کا جنت مین مرد کے ساتھ ہونا شہوت پرستی ہے ہم کہتے ہین مرد و عورت کا تعلق دائمی ہے جنت مین مردون کو

ہمراہ دنیا والی اپنی عورتون اور بچون کے ساتھ ہونے مین کونسی قباحت لازم آتی ہے قرآن کریم مین صاف موجود ہے کہ جنتی مردون کے ساتھ انکی اپنی جنتی عورتین داخل ہونگی اور ان کے بچے بھی جو قبل از بلوغت مرے ہین وہ اپنے والدین کے ساتھ جنت مین داخل ہونگے۔ بھلا انصاف تو تم ہی کہو کہ جنتی عورات اپنے جنتی شوہرون کے ساتھ جنت مین نہ جائین تو اور کہان جائین۔ کیا تمہارے نزدیک ان کیلئے جزا و سزا کوئی مقرر نہین۔

مرد کو خدا تعالیٰ نے قوی بنایا ہے اسکا پایا عورت سے زبردست ہے عورت بمنزلہ خادم ہے قوی اور زبردست کیلئے زیادہ خدام و خدمتگار چاہیے قوی آقا کی خدمتگاری ایک دو خادم سے کماحقہ بخوبی نہیں ہو سکتی جو ہمارا حکم ہے تجربہ اس بات کا شاہد ہے تمہارا خیال بلی غلط ہے اور تم طب سے واقف ہو اگر تم طب سے واقف ہوتے تو کیون اعتراض کرتے کیا عبادت ہمیشہ بیٹھکر نہین ہو سکتی۔ محمد رسول اللہ صلعم نے جو زیادہ عورات اپنے نکاح مین لائی ہین وہ بغرض تبلیغ اسلام تہین جو آنحضرت صلعم سے مسائل اسلامیہ سیکھکر دوسری عورات کو تبلیغ اسلام کرتی تہین اور چونکہ پیغمبر خدا صلعم کے بعثت سے پہلے عرب مین تمامی عورات کی کوئی مقررہ حد نہ تہی ادنی رسم کے موافق آنحضرت نے چار سے زیادہ عورات اپنے نکاح مین بغرض تبلیغ اسلام لائی تہین جب آنحضرت کو بذریعہ وحی ممانعت ہو چکی تو پھر کوئی عورت آپ نے نکاح مین نہین لائی تہی اور خداوند تعالیٰ نے مدام کیلئے چار عورات سے تجاوز کرنا منسوخ فرما دیا چونکہ پیغمبر کی مطلقہ عورت سے بھی امتی کیلئے نکاح ناجائز ٹھہرایا گیا تہا اس لئے جو عورات بوقت نزول وحی حد سے زیادہ موجود تہین انکو طلاق نہین دیگئی ورنہ اگر انکو طلاق دی جاتی اور طلاق سے انکی دل شکنی ہوتی تہی کیونکہ ان کو بغرض تبلیغ اسلام نکاح مین داخل کیا گیا تہا۔

جواب نمبر ۵۔ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ یہ نہ خداوند تعالیٰ کا کلام ہے اور نہ رسول کی حدیث ہے۔ جواب نمبر ۶۔ کعبہ ایک خالی مکان ہے جو بنائے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہے اس مکان مین کیا بلکہ اس کے نزدیک بھی کوئی قبر نہیں پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کعبہ سے تین سو میل کے فاصلہ پر روبرو مدینہ منورہ ہے۔ کعبہ کا نام محض نماز مین نشان آتا صرف قومی اتفاق و اتحاد کیلئے خداوند تعالیٰ نے ایک جگہ مقرر کر دی کہ سب اسلامی دنیا ملکر اس طرف کی جانب منہ کر کے سجدہ کرین۔ یہ تو حکم ایزدی کے آگے سجدہ ٹھہرا بت پرستی کہان ہوئی۔ کعبہ کو تو ہم ایک خالی مکان خالی از ضرر و نفعان جانتے ہیں سجدہ اوس ذات کیلئے کرنا چاہیے جو نافع و ضار ہو سو وہ پروردگار کی ذات ہے۔ جبکہ تم مسئلہ اسلام سے ناواقف ہو